حسب فرمائش [illegible] مقام [illegible] منشی عبدالجبار و حافظ عبدالحمید نے چھپوا کر شائع کی۔

الحق یعلو ولا یعلی

بعونہ تعالیٰ

الفتوحات الصمدیہ

المقلب

بالفیوضات الشمسیہ

{یعنی سوالات عشرہ مستفسرہ خانپوری صاحب کے جواب معہ سوالات اثنا عشر}

از افادات شمس العارفین و زبدۃ المحققین رئیس الاذکیاء تاج العلماء آیۃ من آیات اللہ

حضرت قبلہ عالم مولانا پیر سید مہر علیشاہ صاحب چشتی قادری

مسند آرائے گولڑہ شریف (ضلع راولپنڈی)

دامت برکاتہم

اقبال الیکٹرک پریس اندرون لوہاری دروازہ ملتان شہر میں باہتمام مولوی [illegible] چھپی

بار سوم

قیمت آٹھ آنے

۱۹۳۳ء

نقل فتویٰ جناب مولٰنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی عفی عنہ

الجواب

طاعون زدہ جگہ میں بلاضرورت جانا گناہ ہے۔ اور طاعون زدہ جگہ سے بخوف طاعون بھاگنا حرام ہے۔ البتہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا اسی شہر کے آس پاس جنگلوں اور باغوں میں چلا جانا مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر سب بستی والے بستی چھوڑ کر چلے جائیں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے۔ واللّٰہُ تعالیٰ اَعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل فتویٰ جناب شیخ محمد عبد الغفار صاحب حنفی مدرس مدرسہ انوار العلوم نوانگر ضلع بلیا

چہارم یہ کہ بغرض علاج و اصلاح آب و ہوا اُس سرزمین سے کہ جہاں وبا پھیلی ہو۔ اور وہاں کی ہوا مہلک اور فاسد ہو گئی ہو ایسی جگہ چلا جائے جسکی آب و ہوا خوشگوار اور عمدہ ہو عام ازینکہ وہ طاعون میں مبتلا ہو یا محفوظ ہو۔ اس صورت میں بھی اختلاف ہے بعض صحابہ و محدثین اس وجہ سے کہ یہ صورت فرار ہے ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بعض صحابہ و محدثین اس خیال سے کہ فرار محض نہیں جائز کہتے ہیں۔ قال الحافظ فی فتح الباری صفحہ ۱۴۴ جلد ۲۳۔ ومن جملۃ ھذہ الصورۃ اخیرۃ الاخیرۃ ان تکون ارض التی وتم بھا وخمۃ والارض التی یرید التوجہ الیھا صحیحۃ فیتوجہ بھذا القصد فھذا جاء النقل فیہ عن السلف مختلفا فمن منع نظر الی صورۃ الفرار فی الجملۃ ومن اجاز نظر الی انہ مستثنی من عموم الخروج فرارا لانہ لم یتمحض الفرار وانما ھو لقصد التداوی۔ مؤلف کہتا ہے اگر بنظر امعان و تحقیق دیکھا جائے تو ایسے

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

[illegible]

مکتوبات طیبات!

عقیقہ

معروف

احوال حضرات

مہر چشتیہ طیبہ

[illegible]

با یما و رضا حضرت قبلہ صاحبزادہ شاہ غلام محی الدین صاحب دامت معالیہم

بسعی احقر الانام فتح الدین ساکن چک نمبر ۱۳۲ ضلع سرگودھا ڈاک خانہ دھریما

مطبوع خاطر گردید

[illegible] پریس [illegible] لاہور

تحریر نور محمد شفیع

[illegible] لاہور

تعداد ایک ہزار

قیمت ایک [illegible]

بعنایتہ الاطہار مولانا محمد نور علی صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا مظہر صاحب
اور مولانا مظہر صاحب مرحوم علمائے دیانا آنجناب کا بھی یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے اور مولانا و استاذنا
رئیس المحدثین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرتنا مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث
سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ سے یہی کہ جسکی نقل زبان طالب علمی کی ہوئی حقیر کے
پاس موجود ہے جواب سوال رابع سے یہی فتویٰ مولانا مرحوم کا بھی ظاہر ہے بہر نہج فتویٰ

سلہ اور دہ لفتویٰ یہ ہے جو عورت حائضہ کہ اوس کے بدن پر نجاست نہیں بعد غسل کے حیض سے
یعنے بعد پاک ہونے کے حیض سے غسل کرے اگر چاہ صغیر میں داخل ہوا اور زندہ برآمد ہو جیسا کہ سائل نے
کہا ہے کہ کوئی نجاست حکمی یا حقیقی اوسکے جسم اور کپڑے پر نہو گر غسل بعد اختتام ایام حیض کیا ہو تو اس صورت
میں اختلاف ہے فتوے اسپر ہے کہ چاہ پاک ہے اور نجاست حقیقی اوس کے بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہ
ناپاک ہے تمام پانی نکالنا ضرور ہے انتہی عبارتہ واضح ہو کہ چاہ صغیر کی قید مولانا نے اس واسطے لگائی
ہے کہ سوال میں یہ عبارت درج ہے اور چاہ دہ دردہ یہی نہیں ہے تو آب چاہ پاک ہے یا ناپاک
اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنواں دہ دردہ ہو اس کا اور حکم ہے چنانچہ درمختار شرح
تنویر الابصار میں ہے اذا وقعت نجاسۃ فی بئر دون القدر الکثیر علی ما مر ولا عبرۃ للعمق ینزح
کل مائہا انتہی۔ مختصراً بقدر الحاجۃ یعنی جب کنوئیں میں جس میں آب کثیر نہیں ہے نجاست گر جاوے
کل پانی نکالا جاوے گا اور آب کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہراؤ کے اعتبار سے کثرت آب کا موجب
قول معتبر کچھ اعتبار نہیں ہے شامی اس جملہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے گذر چکی
وہ یہ ہے کہ یا تو پانی دہ دردہ ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والے کے نزدیک حرکت وضو سے یا ہاتھ سے اوس
میں ادہر کی نجاست دوسرے کنارے تک نہ پہونچے اور یہی قول آخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظم
اور ان کے دونوں شاگردوں کے اور یہی ظاہر الروایت ہے صاحب درمختار تحریر فرماتے ہیں کہ بحر الرائق
میں ہے کہ یہی مذہب ہے اور اسپر عمل ہے اور تقدیر دہ دردہ کی جو امام محمد رحمۃ اللہ سے مروی ہے اوسکے
بہ حکم یہی معنے ہیں کہ اون کے تجربہ سے دہ دردہ اس کنارے کی حرکت سے دوسری طرف نجاست
کا اثر نہیں جاتا اور دہ دردہ میں گز ساقت ماشمی کا معتبر ہے کہ جو پورا ایک ہاتھ بیچ کی انگلی سے
اور چار انگل ہوتا ہے اس گز سے چوکور حوض میں یہ
شرط ہے کہ چاروں طرف دس دس گز ہو تا کہ کل
عرض طول پانی کا سو گز ہو جاوے اور اگر شکل
کنوئیں کے گول حوض ہو یا کنواں ہی دہ دردہ ہو
تو ضرور ہے کہ اس کا قطر یعنی بیچا بیچ کا خط گیارہ
گز ہو اور گردہ چھتیس گز اس طرح . . . . . . :



تا کہ حساب سے عرض طول پانی کا وہی سو گز ہو جاوے اسی طرح شامی اور کبیری
شرح منیۃ المصلی میں ہے منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ +

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

تحقیق المسائل

معہ

چند مناظرات

از تصنیف لطیف علامۂ اجل فاضل بے بدل حامی سنن ماحی فتن حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولٰنا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب مفتی و خطیب مسجد وزیر خان

(جس میں)

اسقاط، سوم، چہلم، برسی وغیرہ کا مدلل ثبوت اور کفن دفن کے احکام اور بذریعہ خط و کتابت مولوی رشید احمد گنگوہی سے انکی زندگی میں احکام طہارت چاہ اور قیام میلاد بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم میں بدلائل واضحہ فیصلہ کیا گیا نیز غیر مقلدین کے لاینحل اعتراضات کا دنداں شکن جواب اور دیوبندیہ وہابیہ کی پہچان کا طریقہ مثنوی شریف سے

کوہ نور پرنٹنگ پریس لاہور

مل گئے تھے..... آپ نے فرمایا تیرے آباء بڑی بہت ہی متقی عالم ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہدایت پر تھے' اگر خدانخواستہ کسی دوسرے عقیدہ پر ہوتے تو کیا کیا جاتا۔

اگر میں یہ کہوں کہ میں دیوبندی نہیں ہوں تو یہ بالکل حق اور سچا ہے' کیونکہ ہر دو مذکورہ پیشواؤں سے میری دیوبند والوں سے کوئی بھی نسبت نہیں تھی۔ میرے جد اعلیٰ حضرت گولڑوی نے سہارنپور اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی' دیوبند کا مت تک نہ دیکھا تھا۔ ان کے ایک دوست اور حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے بارے جب دوران ملاقات حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے وہابی تھے' پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے جواباً فرمایا کہ اللہ ان پر رحمت فرمائے وہ تو بہت بڑے سنی تھے' البتہ صوفیاء کی رسوم کے پابند نہ تھے۔

جہاں تک بریلوی دیوبندی اختلاف کا تعلق ہے تو یہ دونوں سنی ہیں' البتہ دیوبندیوں کی کتب میں کچھ قابل اعتراض عبارات ضرور ہیں' جن سے مجھے قطعی اتفاق نہیں ہے۔ لیکن مطلق اور غیر مشروط تکفیر بازی بھی ہمارے مشائخ کا طریقہ نہیں جیسے کہ سابقاً ذکر کیا گیا۔ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے گستاخ کو میں کافر اور واجب القتل سمجھتا ہوں' وہ کسی رعایت کا حقدار نہیں ہے' لیکن جن مسائل کو عوام الناس میں اچھالا جاتا ہے ان میں راہ اعتدال پر گامزن ہوں' مکمل تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ [illegible] صفحہ 275، 274 [illegible] 2002ء

۲۔ [illegible] صفحہ 305

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو)

اَلْاِفَاضَاتُ السنیئہ

اَلْمُلَقَّبُ بِهٖ

فتاویٰ مہریہ

مجددِ دین وملت، فاتحِ قادیانیت حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ العزیز

بایماء

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی قدس سرہٗ العزیز

باہتمام

حضرت پیر سید غلام معین الدین گیلانی قدس سرہٗ العزیز

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین گولڑہ شریف

ہے اور حسب لسان حقیقت اعیان واسماء سب ظہورات ہیں حقیقت محمدیہ ﷺ کے۔ بنا ءً علیہا افضلیت اس کی سائر صفات پر ٹھہری۔ صفت تکوین ہو یا غیر اس کا۔ لہٰذا واعظ صاحب کو بوجہ عدم رسائی مبنی علیہ دوسرے جملہ افضلیت علی القرآن میں بھی جاہل کہنا نامناسب نہیں۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ والحمد للہ اولاً و اخراً والصلوٰۃ والسلام منہ با طنا علیہ ظاھراً والہ وصحبہ۔
(دستخط خاص حضرت قبلۂ عالم)

۶۔ مسئلہ امتناعِ نظیر

(آپ سے حضور ﷺ کی نظیر کے امتناع کے متعلق سوال کیا گیا حضور قبلۂ عالم اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں)

اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت ﷺ کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فریقین اسماعیلیہ وخیرآبادیہ میں سے شکر اللہ تعالیٰ سعیہم۔ راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے فانما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی[1] (سوا اس کے نہیں کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر ہے ہر مرد کے لیے وہ ہے جو وہ نیت کرے)

مقدمات:۔ (۱) ممتنعاتِ ذاتیہ کا خروج احاطۂ قدرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے کمال ذاتی باری تعالیٰ پر دھبہ نہیں لگاتا۔ بلکہ یہ قصور راجع بجانب قابل ہے کہ ممتنع ذاتی قبولیت کا صالح نہیں۔

(۲) انقلاب حقائق واقعیہ کا خواہ معدودات سے ہوں مثل انسان، فرس، بقر، غنم کے یا مراتب عددیہ سے ہوں مثل ایک دو تین چار یا مختلفہ یعنی معدود بحیثیت عروض مرتبہ عددی مثلاً زید جو اول مولود ہے۔ بہ نسبت باقی اولادِ عمرو کے ممتنع بالذات ہے۔

(۳) نظیر کسی چیز کی اسی کو کہا جاتا ہے کہ علاوہ مشارکتِ نوعی کے اوصافِ ممیزہ کاملہ میں اس چیز کی ہم پلہ ہو۔

(۴) آنحضرت ﷺ بحسب الحقیقۃ الروحانیۃ النوریۃ اوّل مخلوق ہیں اول ما خلق اللہ نوری[2] (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا)

اول ما خلق اللہ العقل تصریحات محققین از اہل کشف وشہود اس پر شاہد ہیں کما قال الشیخ

[1] صحیح البخاری باب کیف بدء الوحی، ج۱ ص۲ قدیمی کتب خانہ کراچی۔
[2] مدارج النبوۃ ج۲، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

اجماعی عقیدہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کافی کوشش کی گئی تھی۔ کتاب اُردو میں ہے جس سے اکثر طبقہ فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

(۳) سیف چشتیائی:۔ یہ کتاب حیات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر قادیانیت کے رَدّ میں لکھی گئی ہے اور بلا شبہ اس موضوع پر قوت استدلال اور طرز بیان کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔

(۴) فتاویٰ مہریہ:۔ یہ کتاب آنجنابؒ کے قلمی فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ جس میں بغرض سہولت آپ کے دیگر تصنیفات میں مختلف مقامات پر بیان کردہ بعض دیگر مسائل بھی ساتھ شامل کر دیے گئے ہیں۔ جو کہ اہل علم وعقیدت حضرات کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔

(۵) اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اہل بہ لغیر اللہ:۔ یہ کتاب وما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ہے۔ جس میں مسائل نذر و نیاز، سماع موتیٰ، استمداد اولیاء کرام وغیرہ کو نہایت ہی شستہ انداز میں بیان فرمایا گیا ہے اور ان مسائل میں مدت سے اہل اسلام میں جو اختلاف چلا آرہا تھا اسے نہایت ہی اعتدال وانصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۶) مکتوبات طیبات:۔ یہ کتاب آنجنابؒ کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے۔ جو وقتاً فوقتاً آپ نے احباب اور متعلقین کو لکھے ہیں اور اکثر اُردو میں ہیں۔ جن کے مطالعہ سے شریعت وطریقت کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے۔

(۷) ملفوظات طیبات:۔ یہ آنجنابؒ کے علمی وروحانی ارشادات کا مجموعہ ہے۔ ترجمہ اردو طبع ہو چکا ہے۔

دعوتِ اسلامی کے خلاف پروپیگنڈے کا جائزہ

یعنی

حسد کی آگ انجینیئر کے سر میں

مؤلف

ابوالطیب محمد یونس ظہور قادری رضوی



تنظیم اہلسنت ۔ پاکستان

کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور اُن کے وصال کے بعد اب اُن کی اولاد دربار شریف کی سجادگی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اکثر و بیشتر ہوتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دیوبندی علماء سے فارغ التحصیل ہیں اس لئے اب وہ مولویوں کی طرح قادیانیوں سے اُلجھ رہے ہیں ورنہ اولیاء کو مناظروں سے کیا واسطہ ہے؟ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان باتوں کا ذکر تونسہ شریف عرس کے موقع پر حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی تونسہ شریف حاضر نہیں ہوتے۔

حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا تذکرہ سیال شریف عرس کے موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ کبھی تونسہ شریف ضرور جائیں کیونکہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر کچھ بار معلوم ہوتا ہے جس کا رفع ہونا بے حد ضروری ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف میں عرس کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد سیدھا تونسہ شریف روانہ ہو گئے حالانکہ اس وقت جولائی کا مہینہ تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات ایک مسجد میں نماز کے بعد ہوئی جس میں سلام دعا اور مزاج پرسی کے علاوہ کوئی بات نہ ہوئی۔ اگلے روز دونوں حضرات میں تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر اٹھائے گئے اعتراضات کو بیان کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرات کے حوالے سے اعتراض پر جواب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿الف﴾

الجواب بعون اللہ تعالیٰ:

"ابلیس کا رقص" کتاب کا مطالعہ کہیں کہیں سے کیا جس میں المجیئز سعید حسن صاحب بریلوی نے معزز و موقر علماء کرام کو نشانہ بنایا اور جن باتوں کا انہوں نے دعوت اسلامی کے بانی اور ان کے کارکنان پر الزام لگایا پھر انہوں نے علماء کرام کی توہین کی ان ساری باتوں سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ" کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے"۔ پہلی بات یہ کہ المجیئز سعید حسن خان کوئی عالم فاضل نہیں۔ اور نہ ہی ان کو کسی نے یہ ذمہ داری سونپی جس پر اتنی بڑی کتاب لکھ ڈالی۔ اس کے پروگرام سے اگر کچھ باتیں اخذ کی تھیں یا تحریری طور سے انہیں دستیاب ہوئی تھیں ان پر لازم تھا کہ وہ علماء اسلام سے رجوع کرتے اور اس پر جو حکم شرع علماء کرام ان کو سناتے اسے وہ با اجازت علماء کرام چھاپتے کہ واقعی ایسے پروگرام سے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں یا گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں خود ٹی وی کا مسئلہ علماء کرام کے مابین مختلف فیہ ہے۔

ابلیس کا رقص جو انہوں نے تصنیف کی جس میں جابجا انہوں نے فتویٰ دیا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔ شرعی احکامات کی معلومات عالم کو اور اس کے احکامات بیان کرنے کی ذمہ داری بھی عالم پر ہے۔ ابلیس کا رقص پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح علماء کرام کو نشانہ بنایا گیا اور ان کی توہین کی گئی اسے کیا کہیں؟ "ابلیس کا رقص کہیں یا" سعید حسن کا رقص"۔ محقق علماء کرام نے لکھا ہے کہ جو شخص علماء کرام کی توہین کرے اس کی بیوی بائنہ ہو جاتی ہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ میں ایک حدیث حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ علماء کرام اور اشراف و سادات کرام کو ہلکا نہیں جانے گا مگر تین میں سے ایک یا تو منافق ہوگا یا حرامی ہوگا یا حیضی بچہ۔

جسے اللہ چاہے) ایسے آدمی کو کچھ کہنا بھی بے سود ہوتا ہے۔ جیسے پتھر میں پانی کچھ اثر نہیں کرتا۔ اور ایسے شخص سے گلہ شکوہ کرنا گویا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔ بلکہ میرا شکوہ تو حضرت مفتی سید کفیل ہاشمی صاحب سے ہے جنہوں نے انجینئر موصوف کی کتاب "ابلیس کا رقص" پر ایک طویل تقریظ لکھ کر ہمارے دلوں کو مجروح کیا ہے۔ کیا جس کتاب میں علماء کرام و مفتیانِ عظام کے خلاف زہر اگلا گیا ہو۔ قادریوں کو پادری لکھا ہو۔ اور مفتیانِ عظام کو کالی بھیڑیں لکھا ہو ایسے مصنف اور اس کی کتاب کو کیا تعریفی کلمات سے نوازا جا سکتا ہے؟ اور جن کے دمِ قدم سے سنیت کو ہر طرف سے بہار آ جائے اور جن کی تحریک دعوتِ اسلامی سے مسلکِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا بول بالا ہو ان ہی کو وہابیت کی طرف دھکیلنا اور ان کو مشکوک کہنا یہ کون سا انصاف ہے۔

واللہ! میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے مرشدِ کریم شیخ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے پاس حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا ہے آپ کی اکثر کتابیں اور رسائل بھی پڑھے ہیں۔ آپ کی زیادہ تر کتابوں کے حوالے اعلیٰحضرت مجددِ دین و ملت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ اور آپ جب بھی اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمان کا نام نامی اسم گرامی لیتے ہیں تو ایسے القابات سے زبان کو تر فرماتے ہیں کہ شائد ہی کسی کو یہ انعام نصیب ہو۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا آئیڈیل (IDEAL) اعلیٰحضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کو بنایا ہے۔ اور جب آپ دامت برکاتہم العالیہ بریلی شریف ۱۹۹۸ء میں تشریف لائے تھے تو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے دربار میں ننگے پاؤں حاضری کا شرف حاصل کیا تھا۔

ضیائے مہر

سوانح حیات

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی

بابوجی رحمۃ اللہ علیہ

باجازت

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تالیف

مولانا مشتاق احمد چشتی

مفتی و خطیب درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ مولانا محمد نعمت اللہ الہ آبادیؒ، شیخ الجامع علامہ غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محب النبیؒ، مولانا عبدالغفور ہزارویؒ، مولانا فیض احمد فیضؒ، مولانا عبدالرزاقؒ، مولانا غلام مہر علی چشتیؒ، مولانا محمد عبدالشکور ہزاروی، مولانا جی۔اے۔حق محمد چشتی، مولانا محمد عمر (سابقہ خطیب جامع مسجد گولڑہ شریف)، مشتاق احمد چشتی (مؤلف کتاب ہذا)، مولانا محمد اشرف چشتی اور مولانا احمد حسن چشتی۔ تقریر کی ذیل میں ان تمام علماء کے ناموں کو یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ عوام وخاص ان کی خدمات جلیلہ سے آگاہ رہیں۔

اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ "مؤلف مہرِ منیر"

حضرت مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ کی شخصیت کو علماء فضلاء کے حلقہ میں نہایت عزت واحترام کا مقام حاصل ہے۔ انہوں نے اپریل ۱۹۶۰ء میں آستانہِ عالیہ گولڑہ شریف پر حضرت بابوجیؒ کے ارشاد پر تدریس وافتاء اور خطابت کے فرائض سنبھالے، اس سے پہلے وہ اُستاذ العلماء مولانا مہر محمدؒ کے درس میں اعلیٰ منتہی کتابوں کی تدریس کرتے رہے۔ حضرت بابوجیؒ کے حسب ارشاد موضع پپلاں واقع ضلع میانوالی میں ایک طویل مدت تدریسی وتبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب حضرت بابوجیؒ کے حتمی ارشاد پر مفتی صاحب نے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں اپنی خدمات کا آغاز کیا تو اس وقت راقم الحروف درسِ نظامی کے آخری اسباق پڑھ رہا تھا۔ تفسیر بیضاوی، قاضی مبارک، مسلم الثبوت، میر زاہد امور عامہ، جامع ترمذی اور مئوطا امام مالک وغیرہ میرے زیرِ مطالعہ تھیں۔ مولوی محمد اشرف صاحب خطیب جہانیاں منڈی میرے ہم سبق تھے، مفتی فیض احمد فیضؒ نے ہمیں تمام اسباق بڑی محنت اور بالغ نظری سے پڑھائے۔ بحمدہ تعالیٰ راقم الحروف سالانہ امتحان میں اوّل رہا۔ ہمارے ممتحن علامہ عبدالحیٔ چشتیؒ پروفیسر جامعہ گوجرہ تھے۔ حضرت مفتی فیض احمد فیضؒ نے تدریس کے علاوہ خطابت اور افتاء کا مشکل کام بھی سنبھالا ہوا تھا، بعد میں حضرت اعلیٰؒ کی تصانیف کی طرف توجہ دی اور انہیں

نہیں ہے۔ چنانچہ آیتِ کریمہ میں بشر کے بعد یوحیٰ الیّ اور تشہد میں عبدہٗ کے بعد رسولہٗ اور کلام اہلِ فضیلت وعرفان میں ہے۔

فمبلغ العلم فیه انهٗ بشرٌ　　وانهٗ خیر خلق الله کلّهم[1]

(علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں)

میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام قِبتاز عین اہل سنت والجماعت سے ہیں اور ذکرِ آنحضرت ﷺ کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظِ بشر کا اطلاق جائز کہیں۔ البتہ ان کا خیال ہے کہ بقصد تحقیر لفظ بشر کا استعمال ناجائز اور بغیر اس کے جائز۔ مگر میری رائے وہی ہے جو اوپر بیان کر چکا ہوں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمامِ کلماتِ تعظیم نہ چاہیے کہ بوجہِ شیوع عرف وقصد فرقہ ضالہ صرف بشر کہنے میں ایہام امر ناجائز کا ہے۔

۳۔ رہا آنحضرت ﷺ کا بالجسد العنصری ہر مکان وہر زمان میں حاضر وناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے فقائلٌ و منکرٌ ولکل وجهةٌ میرے خیال میں ظہور وسریانِ حقیقت احمدیہ ہر عالم وہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔ اس کو حقیقت الحقائق کہتے اور لکھتے ہیں فھو نورہٗ ﷺ اولاً جو بصورت معنویہ قلب تقی نقی اور جسد شریف عنصری کے ظاہر ہوا۔ ظہورِ آنحضرت ﷺ بصورۃ مثالیہ شریفہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر مکان وہر زمان میں احادیثِ صحیحہ میں ثابت ہے۔ جس کا اقرار واقعی حضرت ﷺ کا اقرار اور اس کا انکار آپ ﷺ کا انکار مانا گیا ہے کما فی حدیث البخاری فی کتاب الایمان[2] اہلِ تجربہ کو ظہور کذائی مثالی کا کراتاً مراتاً اتفاق ہوتا رہتا ہے البتہ ظہورِ آنحضرت ﷺ کا بجسدہ العنصری العینی کا پتہ بعض اہلِ مشاہدہ کے ہاں ملتا ہے اور بلحاظ واقعہ معراج شریف وخصائص ولوازم مختصہ جسد شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستبعد بھی نہیں هذا ما عندی و العلم عند الله۔

آخری معروض:۔

آنحضرت ﷺ نے دربارہ حضرت سیدنا حسنؓ فرمایا تھا کہ ابنی هذا سیدٌ لعل الله یصلح به بین الفئتین من المومنین[3] (میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی

---

1. قصیدہ بردہ شریف فصل فی مدح الرسول ﷺ ص ۱۱۔　2. صحیح بخاری ۱/۲۹۲ الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۷ھ دار ابن کثیر الیمامہ بیروت۔
3. صحیح بخاری الباب مناقب امام حسن ۱/۵۳۰ رقم الحدیث ۳۷۴۶ قدیمی کتب خانہ کراچی

چند ضروری تصریحات

علمائے دیوبند کی بعض عبارات اور اشعار پر میرا تبصرہ پڑھ کر میرے ایک شناسا دیوبندی عالم کہنے لگے تم نے علمائے دیوبند پر کڑی تنقید کی ہے، ایسے سخت الفاظ نہیں لکھنے چاہئیں۔ مَیں نے جواباً گزارش کی: آپ یہ فرمائیں کہ مَیں نے اس پورے تبصرے میں کسی دیوبندی عالم کا نام لے کر اُسے مُشرک یا کافر کہا ہے؟ یا کہیں یہ لکھا ہے کہ دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کافر یا مُشرک ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ الفاظ تو تم نے نہیں کہے۔ مَیں نے کہا کہ ہمارے حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ کسی کلمہ گو کو کافر یا مشرک کہنے کے حق میں نہیں تھے اور نہ کبھی آپ نے کسی دیوبندی کو کافر یا مُشرک قرار دیا۔ آپ کی تصانیف موجود ہیں، جو دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے برعکس بعض متشدد علمائے دیوبند نے ہمارے اکابر کا نام لے کر اُن کے لیے سخت وسُست الفاظ استعمال کیے اُن کے اشعار کا استہزاء کیا اور اُن کے مُریدین کو مشرک اور کافر کہہ دیا؛ اگرچہ جواب آں غزل کے طور پر ہم بھی ایسا کر سکتے تھے، مگر یہ ہمارے اسلاف کرام کا طریقہ نہیں۔ حضرت داتا علی ہجویریؒ، حضرت پیرانِ پیرؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور دیگر اولیائے امت کے لیے بعض کتابوں میں ایسے سخت الفاظ اور جُملے نظر سے گزرے ہیں کہ اُنہیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، اگر خوفِ طوالت دامن گیر نہ ہوتا تو ہم وہ تمام عبارات مع حوالہ جات نقل کر کے بتاتے کہ ہمارے بزرگوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا اور اُنہیں کیا کچھ نہیں کہا گیا، اس کے باوجود ہم اپنے کسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم

راہ و رسمِ منزل ہا

تصوّف اور عصری مسائل

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیر گولڑوی

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء   گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سیرت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

گولڑہ شریف



تالیف
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

بریلوی اکابر پیر جماعت علی شاہ مجلس احرار کے عقیدت مند اور حمایتی تھے

پیر جماعت علی شاہ نے
مجلس احرار کیلئے پانچ سو
روپے چندہ دیا اور اپنے
عقیدت مندوں کو
مجلس احرار میں شامل
ہونے کی تلقین بھی کی

کتاب: سیرتِ امیر
ملت صفحہ نمبر
403،402

سیرتِ امیرِ ملت

مجلس احرار اسلام

www.Haqforum.com

پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے علمائے اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی تکفیر نہیں کی

ہیں سوال کا جو جواب ہے اُس پر دو اعتراض ختم ہوئے۔ اعتراض سوم یہ ہے کہ ملفوظات مہریہ میں مرد اُمتی کے سیدہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا سوال تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ یا جواز سے جواب دیا جاتا ہے یا عدمِ جواز سے اور ہر صورت میں اور آیہ اور بیرسے دلیل دی جاتی ہے۔ مگر مسئلہ زیرِ بحث میں ایسا نہیں ہوا۔ نہ واضح جواب دیا گیا اور نہ کوئی دلیل۔ صرف اظہارِ ناراضگی کیا گیا اور دوسرا یہ فرمایا گیا کہ مولوی لوگ عجیب ہیں ان کی اور ان کی جوتی کی توہین کرنے والے پر تو کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، لیکن اہلِ بیت کی بے ادبی کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولوی لوگ اہلِ بیت کے بے ادب پر بھی فتویٰ لگائیں۔

تکفیر کا فتویٰ حضورؒ کے مسلک کے خلاف ہے

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرتؒ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں۔ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے سوا اعلیٰ حضرتؒ نے کسی کی تکفیر نہیں کی۔ دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علماء حرمین الشریفین نے ان گستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی، لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ تو اہلِ بیت کی بے ادبی پر آپؒ مولویوں کو تکفیر کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے۔ یہ سب ناقلین کی چیرہ دستی ہے۔ یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ حدیث شریف کی کئی قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، خبرِ واحد اور حدیث ضعیف اور موضوع۔ اب اس پر اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہوا جملہ قرآن کی طرح

سیفُ العطا

نکاحِ سیدہ با غیر سید کی شرعی حیثیت



استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی



حضور کے بدن مبارک کی طرف غور جو کیا۔ تو نظر آیا کہ آپ کو سانس مطلق نہیں آتا۔ تقریباً دس یا منٹ تک یہی حال رہا۔ میں نے پریشان ہو کر سائیں محمد علی شاہ سے کہا کہ دیکھو تو حضرت کو نہیں آتا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ حضور جاگ اٹھے اور آنکھ کھول کر فرمایا۔ کیا باتیں کر رہے میں نے وہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہم مدینہ شریف گئے ہوئے تھے۔ میں نے میں خیال کیا کہ شاید آپ خواب میں مدینہ شریف تشریف لے گئے ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ باطن سے میرے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں جو نظر اٹھانے میں مدینہ شریف پہنچ جاتے ہیں۔ اور نظر نیچی کرنے میں یہاں آجاتے ہیں۔

ب کی کیفیت:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری ادام اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مخدومنا توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بر سبیل تذکرہ عاجز سے ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا۔ مگر میں بے اختیار جا رہا تھا۔ آخر مولانا سے گیا اور پہنچ گیا۔

یف کی برکت:

مولانا ممدوح اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز محمد مشتاق احمد نے حضرت عارف سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا اس حالت میں دیکھا ہے کہ حضرت ممدوح بعد نماز عصر یف پڑھا کرتے تھے۔ اللّٰھم صلّ علٰی سیّدنا محمد وعلٰی اٰل سیّدنا بعد دکلّ ذرّۃ مائۃ الفِ الفِ مرۃ۔ پڑھتے پڑھتے بعض وقت حضوری ہو جاتی تھی اختیار سر زمین پر جھکا دیتے تھے۔ گویا بے ہوش ہو جاتے تھے۔ عجیب فیض اس وقت وارد

تحقیق الاکابر

فهم

الشیخ عبد القادر

فائدہ

یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگان دین نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لئے تقدم وتاخر کی روایات حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین ومتاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود عدول کی مثبت زیادت راجح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیائے وقت نے تائید وتوثیق کی ہے۔ اس طرح کی تعظیم کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کے مناقب اور مآثر اتنے زیادہ ہیں کہ بہجۃ الاسرار اور دوسری ہزاروں کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں-----

یاد رہے کہ قدم کے آگے سر رکھنے کے بارے میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ محض ناسمجھی ہے ورنہ حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت خود فرمائی ہے کہ:

ہر ولی کے قدم نبی کے قدم پر ہوتے ہیں اور میرا قدم میرے جد مکرم ﷺ کے قدموں پر ہے۔ حضور کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشان پا پر رکھا ہے۔ میرا یہ قدم اقدام نبوت پر ہوتا ہے اس مقام کو نبی کے بغیر کوئی نہیں پاسکتا اور یہ بات جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص تھی۔ اور آپ ہی کو نصیب ہوئی۔ تحقیقی جائزہ کے مصنف نے اسے عام رکھ کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان گھٹانے کی سعی ناکام کی ہے' اس کا انجام ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب دیکھ لے گا۔ کیونکہ اولیاء کے گستاخ کا انجام برا ہوتا ہے' بالخصوص سید الاولیاء سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخ کی تباہی تو اور زیادہ عبرتناک ہے-----

بہر حال فقیر نے اس رسالہ میں صرف اور صرف اثباتی پہلو سامنے رکھ کر یہ رسالہ تیار کیا

جو لوگ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر "امتناع النظیر" کی وجہ سے کفر کے فتوے لگاتے ہیں وہ
حضرت شیخ یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا فتویٰ دیں گے جو ایک آن میں محمد ﷺ جیسے کروڑوں
پیدا کرنے کی خدائی قدرت کا کھلے لفظوں اقرار کر رہے ہیں



ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

مکتوبات صدی

۱۲۸۶

مطبع علوی محمد علی بخش خان نقشبندی

مکتوب سی و ششم	بسم اللہ الرحمن الرحیم	در دعا

اور ایک بات جو ذہن میں رکھنی چاہیئے یہ ہے کہ ولایتِ خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ عروج و نزول کے تمام طریقوں میں دُوسرے تمام مراتب و ولایت سے ممتاز اور الگ ہے۔ جنابِ عروج میں تو اس طرح کہ لطیفہ اخفیٰ کی فنا اور اس کی بقاء اسی ولایتِ خاصہ کیساتھ مختص میں ہے۔ باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے درجات کے فرق کے مطابق صرف لطیفہ خفی تک ہے۔ یعنی بعض اربابِ ولایت کا عروج مقامِ رُوح تک ہے۔ اور بعض کا عروج سِر تک۔ اور کچھ دُوسروں کا عروج لطیفہ خفی تک ہے۔ اور یہ ولایت عامہ کے درجات کی آخری حد ہے۔ اور جانب نزول میں اس طرح کہ ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے اولیا کے اجسادِ عاہرہ کو بھی اس ولایت کے درجاتِ کمالات سے حصّہ ملتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو شب معراج جہاں تک خدا تعالےٰ نے چاہا جسدِ عنصری کیساتھ عروج حاصل ہُوا۔ اور آپ پر جنت اور دوزخ پیش کئے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے جن علوم کی وحی آپ پر نازل کرنی تھی نازل کی۔ اور وہاں آپ حق تعالیٰ کی رویت بصری سے مشرف کئے گئے۔ اور اس طرح کی معراج حضور سید الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ اور وہ اولیاء جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے موصوف ہیں اور آپؐ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انہیں بھی اسی مرتبہ مخصوصہ سے حصّہ ملتا ہے۔ مصرعہ: وللارض من کاٗس الکرام نصیبٗ۔ کریم لوگوں کے پیالے میں زمین کا بھی حصّہ ہے۔ اس باب میں آخری بات یہ ہے کہ دُنیا میں رویت کا وقوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ اور جو اولیاء کرام آپؐ کے قدم کے نیچے ہیں انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت کی حالت نہیں۔ اور رویت اور اس حالت میں فرق اصل اور فرع اور شخص اور اس کے سایے کا فرق ہے۔ رویت اور یہ حالت ایک دُوسرے کا عین نہیں۔

مکتوب نمبر ۱۳۶

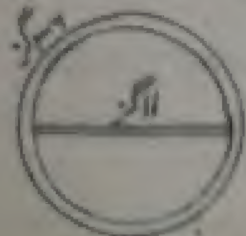
یہ مکتوب بھی مُلا محمد صدیق کی طرف صادر فرمایا:

تسویف (یعنی نیک کام میں ٹال مٹول) اور مطلوبِ حقیقی کے حصُول میں تاخیر سے روکنے کے بیان میں۔

آپ کا مکتوبِ مرغوب موصول ہُوا۔ چونکہ قاصد رمضان المبارک کے آخری عشرہ متبرکہ میں پہنچا۔ اس لئے اس ہفتہ کے گزرنے کے بعد جواب کا پروگرام بنایا۔ خانخاناں کے خط کا جواب اور خواجہ عبداللہ کے خط کا جواب ارسال کر دیا ہے۔ اسے ملاحظہ کر لیں۔ اس دفعہ تمہارا فوج میں جانا فقیر کے نزدیک غیر معقول نظر آتا ہے۔ معلوم

لغایۃ الاظہار مولانا محمد نور علی صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا مظہر صاحب اور مولانا مظہر صاحب مرحوم علمائے دیار آنجناب کا بھی یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے اور مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرتنا مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ سے یہی کہ جسکی نقل زبانِ طالب علمی کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے جواب سوال رابع سے یہی فتویٰ مولانا مرحوم کا بھی ظاہر ہے بہر تقدیر فتویٰ

مسئلہ اور وہ فتویٰ یہ ہے جو عورت حائضہ کہ اوس کے بدن پر نجاست نہیں بعد غسل کے حیض سے یعنے بعد پاک ہونے کے حیض سے غسل کر کے اگر چاہ صغیر میں داخل ہوا اور زندہ برآمد ہو جیسا کہ سائل نے کہا ہے کہ کوئی نجاست حکمی یا حقیقی اوسکے جسم اور کپڑے پر نہ ہو مگر غسل بعد انقطاع دم حیض کیا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے فتوے اسپر ہے کہ چاہ پاک ہے اور نجاست حقیقی اوس کے بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہ ناپاک ہے تمام پانی نکالنا ضرور ہے انتہیٰ جیسا کہ واضح ہو کہ چاہ صغیر کی قید مولانا نے اس واسطے لگائی ہے کہ سوال میں یہ عبارت درج ہے اور چاہ وہ دردہ نہیں ہے تو اب چاہ پاک ہے یا ناپاک اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنواں وہ دردہ ہو اس کا اور حکم ہے چنانچہ در مختار شرح تنویر الابصار میں ہے اذا وقعت نجاسۃ فی بیر دون القدر الکثیر علی ما مر والمعتبرۃ لعمق بشرح کل مائہا انتہیٰ مختصرًا بقدر الحاجۃ یعنی جب کنوئیں میں جسمیں آب کثیر نہیں ہے نجاست گر جاوے کل پانی نکالا جاوے گا اور آب کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہرائی کے اعتبار سے کثرت آب کا موجب قول معتبر کچھ اعتبار نہیں ہے شامی اس مسئلہ کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے گذری وہ یہ ہے کہ یا تو پانی دہ دردہ ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والے کے نزدیک حرکت وضو سے یا ہاتھ سے اوس میں اوپر کی نجاست دوسرے کنارے تک نہ پہونچے اور یہی قول آخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظم اور ان کے دونوں شاگردوں کے اور یہی ظاہر الروایت ہے صاحب در مختار تحریر فرماتے ہیں کہ بحر الرائق میں ہے کہ یہی مذہب ہے اور اسیر عمل ہے اور تقدیر دہ دردہ کی جو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ ان کے تجربہ سے دہ دردہ اس کنارے کی حرکت سے دوسری طرف نجاست کا اثر نہیں جاتا اور دہ دردہ میں گز ساحت سانی کا معتبر ہے کہ جو پانچ ہاتھ ایک ہاتھ کی انگلی کے



اور چاہ مدور کل ہوتا ہے اس گز سے جو کہ حوض میں ہے شرط ہے کہ چاروں طرف دس دس گز ہوتا کہ کل عرض طول پانی کا سو گز ہو جاوے اور اگر شکل کنوئیں کے گول حوض ہو یا مثل اس کے دہ دردہ ہو تو ضرور ہے کہ اس کا دور ساڑھے چھتیس ہاتھ کا لگایا دہ

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

تحقیق المسائل

معہ چند مناظرات

از تصنیف لطیف علامہ اجل فاضل بے بدل حامی سنن ماحی فتن حاجی الحرمین الشریفین حضرت علامہ مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب مفتی و خطیب جامع مسجد وزیر خان

(جسمیں)

سقاطہ، سوم، چہلم، برسی وغیرہ کا مدلل ثبوت اور کفن دفن کے احکام اور بذریعہ خط و کتابت مولوی رشید احمد گنگوہی سے انکی زندگی میں احکام طہارت چاہ اور قیام میلاد بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم میں بدلائل واضحہ فیصلہ کرایا گیا نیز غیر مقلدین کے لاینحل اعتراضات کا دندان شکن جواب اور دیوبندیہ وہابیہ کی پہچان کا طریقہ مثنوی شریف سے

ماھو پرنٹنگ پریس لاہور

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب پھر اُدھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ نظر بریں حال چند اُمور دریافت طلب ہیں۔ جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا اگر سوالات کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

۱۔ اوّل یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ نے تعلیم حقیقت زمان کے متعلق کیا کہا ہے اور ائمہ متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے۔

۲۔ یہ تعلیم شیخ اکبرؒ کی کون کون سی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں۔ اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اوّل کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

۳۔ حضراتِ صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقتِ زمان پر بحث کی ہو تو اُن بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے عربی کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا اُس کا نام تھا درایۃ الزمان۔ جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے۔ مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے اس لیے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سنا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک فرما دیا ہے اس لیے مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا۔ لیکن مقصود چونکہ خدمتِ اسلام ہے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ اس تصدیعہ کے لیے جناب معاف فرمائیں گے۔ باقی التماس دُعا۔

مخلص محمد اقبال



مہرِ منیر

سوانح حیات

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب

نوّر اللہ مرقدہٗ

جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء و النسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔(**الا من وفقہ اللہ عزوجل**)

افسوس بالائے افسوس

اُصول تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ''تکفیر کے اُصول'' میں اپنے پیر کی ایک ایسی بات کی تصدیق وتوثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل ونقل سے بھی متصادم ہے۔ محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم ونگرانی میں شائع ہوا ہے۔ اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے ''تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ، جلد سادس'' کا عنوان دیکر اُس کے تحت لکھا ہے؛

''یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کیلئے اَحوط واسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔ جس کو

اصولِ تکفیر



تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

تصنیف

پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر محمد چشتی مدظلہ

نظامیہ کتاب گھر لاہور

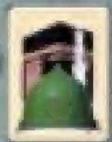
"مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی"

اِس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس مفتی محمد شفیع مرحوم کا اُصول تکفیر کے حوالہ سے اِس کی تحسین کرنا ہے، اِس عجیبہء زمان بے احتیاطی و نااُصُلی کو اَحوط واسلم کہہ کر اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ الٰہیات کے حوالہ سے جب ہمارے دینی مدارس کے ساتھ تو وابستہ اکابر کی بے اعتدالیوں، بے احتیاطیوں اور معکوس عملیوں کا یہ عالَم ہے تو پھر اصاغر کا خدا ہی حافظ۔ سچ کہا گیا ہے؛

ہمیں اکابر وہمیں رہنما

عمل اصاغر معکوس شدہ

اکفار الملحدین سے لے کر مفتی محمد شفیع کی "وصول الافکار الی اصول الاکفار" تک اِس موضوع میں لکھی گئی مذکورہ تصنیفات سے ملنے والی افسردگیوں سے برعکس جن سینکڑوں تصنیفات سے اِس کتاب کی تدوین میں ہم نے رہنمائی لی اُن میں قرآن وسنت کے بعد حضرت ابن ہمام کی مسامرہ، امام احمد رضا خان کی تمہید ایمان اور فتاویٰ رضویہ، میر سید السند کی شرح مواقف، امام سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد و شرح مقاصد اور حافظ ابن تیمیہ کی فتاویٰ کبریٰ اور کتاب الایمان، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرفہرست ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کرتے ہیں کہ ہماری یہ کاوش جملہ مکاتب فکر اہل اسلام کیلئے بالعموم اور دار الافتاء کے ذمہ داروں کیلئے بالخصوص اُصول تکفیر کے طور پر کامل رہنما ثابت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)



حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کے متعلق علم سیکھنا فرض ہے۔

(فتاوی شامی جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)

کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

مکتبۃ المدینہ

(دعوت اسلامی)

SC1286

تصوُّر کیا تو بیشک جس جس کا ایسا خیال ہوگا وہ سب بھی کافر و مُرتَد ہیں اور ان سے وُہی مُعامَلہ برتنا واجب جو مُرتدین سے برتا جائے! اوران کی شرکت کسی طرح روا نہیں، اور شریک ومعاون سب گنہگار۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

کافِر کو مرحوم کہنا کیسا؟

سُوال: اپنے مرے ہوئے **مُرتَد** باپ کو **مرحوم** کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اِرتِداد کا علم ہونے کی صُورت میں **مرحوم** کہنا **کُفر** ہے۔ صدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ، حضرتِ علّامہ مَولانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ”جو کسی **کافِر** کیلئے اس کے مرنے کے بعد **مغفِرت** کی دُعا کرے یا کسی مُردہ مُرتَد کو **مرحوم** (یعنی رحمت کیا جائے) یا **مغفور** (یعنی مغفرت کیا جائے) یا کسی مرے ہوئے ہندو کو **بَیکُنٹھ** (بے۔کُن۔ٹھ) باشی (یعنی جنّتی) کہے وہ خود **کافِر** ہے۔“

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۹)

نماز اور درسِ فیضانِ سنّت میں والِدَین کیلئے دعائے مغفِرت کا نازُک مسئلہ

سُوال: اگر کسی کے والِدَین یا دونوں میں سے ایک کافِر یا مُرتَد ہو تو وہ **فیضانِ**

اشاراتِ فریدی

مقابیس المجالس

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب: مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق: مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری



اور خرقہ خلافت بھی ان سے حاصل کیا ہے تو اس کے پیر اور مرشد وہی ایک شیخ ہوں گے۔ یہ بات صرف جاہلوں میں مشہور ہوگئی ہے۔ ضرور بالضرور ایک پیر لینا چاہیئے اور ایک مرشد۔ خواہ پہلا پیر موجود کیوں نہ ہو۔ دوسرا مرشد ضرور لینا چاہیئے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔

اسکے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ قبلہ کیا عرب میں بھی تمام سلاسل موجود ہیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عرب میں سب سے زیادہ غالب اور جاری سلسلہ شاذلیہ ہے۔ جس کی ابتداء حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی قدس سرہٗ سے ہوئی۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر مغربیہ ہے۔ جس کے بانی حضرت شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہٗ ہیں۔ سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ بھی عرب شریف میں پائے جاتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے پیر حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

اس کے بعد فرمایا کہ عربستان میں سلسلہ چشتیہ زیادہ تر حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی بدولت پھیلا ہے جو چشتی صابری ہیں۔ آپ کا اصلی وطن ہندوستان میں مقام پانی پت ہے۔ لیکن انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں کہ جائے امن و حصن حصین ہے، قیام پذیر ہوگئے۔ ان کے ساتھ مولوی رحمت اللہ بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے اور اب فوت ہوگئے ہیں لیکن حاجی امداداللہ صاحب جو بہت کامل بزرگ ہیں زندہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ دیوبند، دہلی، سہارنپور اور گنگوہ کے اکثر جید علماء حاجی امداداللہ صاحب کے مرید ہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی حاجی صاحبؒ کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہم[1]۔ (حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کا مقام پیدائش ممکن ہے بقول حضرت خواجہ علیہ رحمۃ پانی پت ہو۔ لیکن بعد میں آپ تھانہ بھون میں رہتے تھے جو سہارنپور کے قریب ہے۔ پہلے آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ وصال شیخ کے بعد آپ حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر مرید ہونے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہوگئے۔ اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتوی مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دارالعلوم حضرت حاجی امداداللہ قدس سرہٗ کے حکم پر جاری ہوا۔ ہندوستان سے ہجرت کا

۱۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی وغیرہم علمائے دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات انکو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

عظم الکرب ولی فیک رجاء فیہ یا ربّ فرّج کربی
(مقالات وفیہ)

''یارسول اللہ! ﷺ میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جودوکرم ہے۔ یانبی اللہ ﷺ یا سید الانبیاء ﷺ۔ آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ وغم بڑا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور ﷺ کے طفیل سے میرا غم دور کردے''۔ (مقالات وفیہ)

● حضرت حافظ شاہ محمد امداد اللہ رحمہ اللہ دربار نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ
(رسالہ دردنامہ غمناک)

● مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ قضائے مبرم و مشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت جہاں کا تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار
(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس رضی اللہ عنہ کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں 18ھ میں جسے عام الرمادۃ کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا۔

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ

بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں۔ وُہ حیّ و قیّوم چاہے تو انھیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند اُمور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رِستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بینات، احادیثِ صحیحہ یا اُمت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وُہ اُٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور ان لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک حصہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوند کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

قرآن حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے، فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وُسعت پیدا کر دی ہے کہ دُنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کتابِ مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں۔ اس کے ادب اور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لُطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہوتی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمہ فن کے مستند اقوال

جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں:-

چھیاسی علماء کے اسماء کی فہرست

مولوی محمد صاحب لدھیانہ، مولوی عبدالعزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ، مولوی محمد حسین بنگش لدھیانہ، مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ، مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ، مولوی مظفر دین مرولہ والا ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور، مولوی عبداللہ چکڑالوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور، مولوی غلام حسین سیالکوٹ، مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھہ ضلع سہارن پور، مولوی شاہ محمد حسین صابری قطب اللہی سنبھل مراد آباد، مولوی نذیر احمد خان دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدر آباد، مولوی عبداللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ راجپوتانہ، مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تپارہ، قاضی عبداللہ بخش چھپراولی، مولوی شیخ عبداللہ ساکن چک نمبر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات، مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ محلہ ضلع مراد آباد یوپی، مولوی عبدالغفار مفتی ریاست گوالیار، مولوی عبداللہ محلہ کھڈہ کراچی، مولوی احمد حسن مدرس پٹواری امروہہ ضلع مراد آباد، مولوی قاسم شاہ شفیق مجتہد لاہور، مجتہد صاحب لکھنؤ، مولوی عنایت علی شیعی سامانہ ریاست پٹیالہ، مولوی سکندر صاحب شہر میسور، مولوی لطف اللہ قاضی القضاۃ حیدر آباد، مولوی نذیر حسین انبیٹھہ سہارن پور، مولوی عبداللہ سجادہ نشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی، مولوی محمد حسین موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی عظیم اللہ جھپیانہ گجرات، مولوی محمد اسحاق اجراوری پٹیالہ، مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وہ اپنا وکیل بنائیں، مولوی تلطف حسین دہلوی، مولوی کرامت اللہ محلہ باڑہ ہندو راؤ دہلی، مولوی فضل دین گجرات پنجاب، مولوی عبدالوہاب امام مسجد صدر دہلی، علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بنائیں، مولوی بخش سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مؤلف غایت المرام، مولوی سمیع اللہ خان شاہجہان پوری یا وہاں کا جو عالم بھی ہو، مولوی محمد صدیق دیوبندی حال مدرس بچھرایوں مراد آباد، مولوی محمد شفیع قصبہ رام پور ضلع سہارن پور، مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج، مولوی دیدار علی مسجد دائرہ ریاست الور، شیخ خلیل الرحمٰن سرساوہ سہارن پور، سجادہ نشین جمال قطب ہانسوی، مولوی نظام الدین قاضی مالیرکوٹلہ، شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء، مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر، قاضی ظفر الدین پروفیسر، مولوی عبدالحکیم پروفیسر، مولوی عبداللہ ساکن جلو خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم، مولوی ابراہیم آرہ، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی شیخ حسین عرب یمانی بھوپال، مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور، مولوی محمد بشیر بھوپال، مولوی عبدالجبار امرتسر، مولوی احمد اللہ امرتسر، مولوی رسل بابا امرتسر، مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی دہلی، مولوی عبدالحق امرتسر، مولوی عبدالواحد امرت سر، مولوی منہاج الدین کوٹ، منشی الٰہی بخش ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں، مولوی محمد ساکن سکندر پور ہزارہ، مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارن پور، قاضی امیر عالم ساکن سکندر پور ہزارہ، مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی، مولوی ابوالخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی، مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارن پور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ، ملا ماکی نوشہرہ پشاور، مولوی عبدالمنان وزیرآبادی جس عالم کو منتخب کریں، قاضی سلطان محمود آئی اعوان گجرات، مولوی غلام محمد بگہ والا شاہی مسجد لاہور، مولوی محمد ذکریا انجمن حمایت اسلام لاہور، مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور، مولوی غازی خان گولڑہ راولپنڈی، مولوی غلام رسول قلبال گوجرخاں، مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاک خانہ ڈوبیل، مولوی عبدالسمیع رام پوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش رئیس میرٹھ، مولوی محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند، مولوی احمد حسن گنج پوری صابری جامع مسجد دہلی، مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ، مولوی عبدالخالق پہاں خیلال ضلع پشاور، مولوی عبدالرحمٰن چھوہروی ضلع ہزارہ، مولوی محمد عزیز ترناوہ ضلع ہزارہ۔

عبدالحق خیرآبادی کے حاشیۂ شرح مواقف پر بعض شبہات و اعتراضات کئے تھے۔ اول الذکر دونوں کتابیں اسی کے جواب و جواب الجواب کا درجہ رکھتی ہیں ضمناً فنی و تحقیقی مسائل پر شرح و بسط سے روشنی پڑ گئی ہے دونوں عربی میں ہیں۔ چہار تازیانۂ قہار مختصر روداد ہے اس مناظرہ کی جو مولانا کے استاد مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی اور مولوی عبدالوہاب بہاری کے درمیان دربار رامپور میں ہوا تھا۔ اس میں بھی بعض فنی مسائل مذکور ہیں۔ جلوۂ طیبہ نواب عبدالواجد علی خاں رئیس لوڈہانسی ضلع بلند شہر و جاگیردار جے پور کی سوانح حیات ہے۔ فقہی اور شرعی مسائل سے مملو ہے۔ نواب صاحب موصوف نے تحریک خلافت میں علم و علماء اور مجاہدین زعماء کی خدمت اپنا فرض سمجھ لیا تھا مولانا جیل میں تھے کہ یہ دیندار بزرگ دنیا سے اٹھ گیا۔ مولانا سے بڑا خلوص و اعتقاد رکھتے تھے اسی بناء پر ترتیب سوانح حیات سے زندۂ جاوید بنا دیا۔

جناب مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم جمعہ کی اذان ثانی کو مسجد سے باہر ضروری سمجھتے تھے۔ ممبر کے سامنے اذان کو غیر مشروع مانتے تھے۔ القول الاظہر اور تجلیات انوار المعین اسی کا جواب اور جواب الجواب ہیں ضمناً دوسرے فقہی مسائل بھی آ گئے ہیں۔

جناب مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم اور جناب مولانا اشرفعلی تھانوی مرحوم میں خیالات و عقائد کے لحاظ سے بعد المشرقین تھا مگر جہاد حریت کے خلاف تحریک خلافت کے دور میں دونوں بزرگ متفق ہو گئے تھے۔ کلمۂ حق میں مولانا نے اسی پر تبصرہ فرمایا ہے۔ باقی تصنیفات کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے۔

عربی میں دو رسالے رسالہ فی بیان العمرۃ اور رسالہ مسائل الحج والعمرہ بھی لکھے جو غیر مطبوعہ ہیں۔ قاضی کے بعض مقامات ابتداء کا حل بھی اردو میں کر دیا ہے۔

مولانا نے قمری حساب سے ۶۰ سال کی عمر پائی۔ اس میں ۴۰ سال مسلسل درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ ہزاروں طلبہ مستفید ہوئے بہت سے تلامذہ سے اب بھی دریائے فیض جاری ہے، مولوی منتخب الحق بہاری مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں، مولوی عبیداللہ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں، مفتی محمود حسن دارالعلوم دیوبند میں، مولوی سید نجم الحسن درگاہ مخدومیہ خیرآباد میں طلبہ کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں بھی مولانا کے ایک شاگرد درس دے رہے ہیں۔ صاحبزادہ

عہ فاضل مصنف کو چاہیے تھا کہ یہاں نواب حبیب الرحمٰن شروانی [illegible] مولانا ابوالکلام آزاد کا نام گرامی بھی درج کر دیتے کیونکہ انہوں نے بھی تحریک خلافت میں [illegible] تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت وغیرہ کی سخت مخالفت کی تھی اور اس وقت کے مذہبی [illegible] "حبیب الشیطان" کو خطاب دیا تھا۔ [illegible] حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء و مشائخ مثلاً حضرت پیر مہر علیشاہ گولڑوی وغیرہم نے [illegible] اعلام شرعیہ [illegible]

تھے اور زیادہ وقت اُن کے پاس ہی گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک مُتقی اور شریف الطبع اُستاد نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآنِ کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروّجہ عربی فارسی کُتب کی تعلیم حاصل کی۔

حصُولِ علُومِ دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصُول کی طرف متوجہ ہُوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم اُن دنوں تشنگانِ علمِ دین کے لیے ایک چشمۂ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا، "برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل و قال تک محدود ہو۔" چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عملِ صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں اُن دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیلِ علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالربؒ میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورۂ حدیث ختم کیا۔

قیامِ دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی۔ ایسی مجلسیں اُس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔ نو آموز طلبہ تقریروں کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور زیرِ تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریکِ محفل تھے۔ علمی تقریریں ہو رہی

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

فتاوی مظہری

مصنفہ

شیخ الاسلام حضرۃ العلامہ مفتی اعظم الحاج الشاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

پروفیسر محمد مسعود احمد

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

(۶) رسائل، اخبارات اور اشتہارات مثلاً ماہنامہ الرشید (دہلی)، ماہنامہ آستانہ (دہلی)، ماہنامہ اذان (کراچی)، اخبار دعوت (دہلی)، اخبار غریب نواز (دہلی)، وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام مآخذ کو جمع کرکے تدوین کے دوسرے مرحلے میں فتووں کا بالاستیعاب مطالعہ کرکے ابواب کا تعین کیا، تیسرے مرحلے میں فتوے انتخاب کرکے ہر باب کے تحت جمع کئے، چوتھے مرحلے میں ابواب کے ذیل جتنے فتوے جمع کئے تھے ان کی داخلی ترتیب کو درست کیا، اس شیرازہ بندی کے بعد پانچویں مرحلے میں تمام فتاوے صاف کرنے شروع کئے اور بفضلہ تعالیٰ سات ماہ (مئی ۱۹۶۸ء تا نومبر ۱۹۶۸ء) کی سعی مسلسل کے بعد کوئٹہ (مغربی پاکستان) میں مبیضہ تیار کر لیا گیا، پھر چھٹے مرحلے میں مولانا عبدالباقی نے کتابت شروع کی اور مسلسل چھ ماہ (جنوری ۱۹۶۹ء تا جولائی ۱۹۶۹ء) کے بعد کوئٹہ ہی میں کتابت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

جس طرح حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا دائرہ مکاتیب وسیع تھا اسی طرح فتاوے کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا، پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک پھیلا ہوا تھا، لیکن مکاتیب شریف تو اہل محبت نے جان سے لگا کر رکھے (چناں چہ مکاتیب مظہری کی پہلی جلد تو پیش بھی کردی گئی ہے)، مگر فتوے اس طرح محفوظ نہ رکھے جا سکے اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اہل حاجت نے وقتی ضرورت کے تحت فتوے حاصل کئے اور جب ضرورت باقی نہ رہی تو ان کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا گیا، چناں چہ ناظم جمعیۃ العلماء ہند (ضلع گڑگانو)، مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت علیہ الرحمہ کے محامد و محاسن بیان کرتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:۔

> حضرت مفتی صاحب جامع الکمالات شخص تھے، ان کا علمی تبحر اور فتویٰ نویسی میں مہارت، مسلّم خوبیاں تھیں، بیشتر مسائل میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ صاحبؒ حضرت مفتی مظہر اللہ صاحبؒ کے فتاوے سے اتفاق فرماتے تھے، احقر راقم الحروف نے بہت سے فتاوے حضرت مفتی صاحب مرحوم و مغفور سے حاصل کئے مگر افسوس کہ ان کے محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ ہو سکا۔
>
> (محررہ ۱۹۶۶ء، از بڈیڈہ)

اس اقتباس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بیشمار فتاوے دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے، لیکن بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہوں نے فتاوے کا کافی ذخیرہ جمع کیا تھا مگر افسوس تقسیم ہند کے بعد ان حضرات کا شیرازہ بھی بکھر گیا، جو بچ رہے ان کی طرف رجوع کیا گیا۔

نہ معلوم کتنے علمی خزانے اخلاف کی غفلت شعاری و لاپرواہی سے نابود ہو گئے، مہر و محبت کے انداز بدل گئے، اسلاف اٹھتے جا رہے ہیں اور اخلاف ان کے ان علمی کارناموں سے اغماض نظر

ضیاء القرآن

محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم[۱] بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی ۔ سنہ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے، نام تاریخی آپ کا خورشید حسین ہے، علامۂ عصر، فہامۂ دہر، فاضل متبحر، مناظر، مباحث، احسن التقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ لڑکپن ہی سے ذہین وطباع، بلند ہمت، تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، جری تھے، مکتب میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کرلیا۔ خط اس وقت بھی سب لڑکوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا، اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے، چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کئے، عربی آپ کو شیخ نہال احمد نے شروع کرائی پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہاں محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ سنہ ۱۲۶۰ھ میں مولوی مملوک العلی کے پاس دہلی میں جاکر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو شاہ عبد الغنی محدث سے پڑھا۔ جب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس رہے، پھر مطبع احمدی میں تصحیح کتب پر مقرر ہوگئے اور تحشیہ وتصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔

آپ کا قول ہے کہ بایام طالب علمی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں نکل کر جاری ہو رہی ہیں۔ جناب والد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بہ کثرت جاری ہوگا۔ سنہ ۱۲۷۷ھ میں حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے، سنہ ۱۲۸۵ھ میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آکر تدریس وتنشیر علوم میں مشغول ہوئے۔ سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے کہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب وغرائب تحقیقات ہر فن میں کرتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ وبن تک ہو جاتی تھی۔ پادری تاراچند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ سنہ ۱۲۹۳ھ میں چاندپور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم وہاں جمع ہوگئے تھے، اس میں آپ نے ابطال تثلیث وشرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف وموافق مان گئے۔ سنہ ۱۲۹۴ھ میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند سرستی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث وجود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا پھر عیسائیوں سے تحریف میں

---

[۱] محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم۔ (سوانح قاسمی)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک دنیا بھر کے
ایک ہزار سے زائد حنفی علماء وفقہاء کا مستند تذکرہ
اردو میں اپنے موضوع پر واحد کتاب

حدائق الحنفیہ

مولوی فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ

مرتبہ معہ حواشی وتکملہ
خورشید احمد خان



نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ انداز میں بیان فرما کر مسلمانوں کے دینی اختلاف اور انتشار کو کافی حد تک ختم کرنے میں آنجناب نے ایک قیمتی اسلامی خدمت سرانجام دی ہے جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین۔ کتاب کی اہمیت اس امر سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ خاندان ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ حضرت خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ایک معاصر عالم مولوی عبدالحکیم صاحب پنجابی اور ان کے متبعین کے درمیان مدت سے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی تفسیر میں جو اختلاف چلا آ رہا تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ افراط و تفریط میں مبتلا ہو کر تردد کا شکار ہو رہے تھے۔ کتاب ہذا میں آنجناب نے اختلاف مذکور پر محاکمہ فرما کر اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو کافی حد تک روک دیا اور یہ آپ کی خصوصیات سے ہے کہ جہاں آپ کسی بھی شخصیت کی دینی خدمات اور علمی کمالات کے معترف اور مداح ہیں وہاں اگر اس سے جمہور کے مسلک کے خلاف کوئی بات نظر آئی تو نہایت ہی مؤدبانہ طور پر اس کی تردید کے ساتھ مسلک حق کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ منصف کے لیے کوئی وجہ گنجائش باقی نہ چھوڑی جیسا کہ کتاب ہذا اور آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف تحقیق الحق اور تصفیہ مابین سنی و شیعہ سے بالکل بخوبی طور پر واضح ہو جاتا ہے حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت جیسے اہم اصولی مسائل کے متعلق آپ کی کتاب سیف چشتیائی شہرۂ آفاق بن چکی ہے۔ فروعی مسائل میں عموماً آپ نے اس قدر قلم اٹھایا جہاں فریقین میں افراط و تفریط کی وجہ سے اصولی اختلاف کی نوبت پیدا ہو گئی یعنی ایک فروعی اجتہادی مسئلہ کی بنا پر ایک فریق نے دوسرے کی تکفیر و تفسیق شروع کر دی ایسی صورت میں آپ جیسے حکیم الامت کا سکوت ممکن نہ تھا جیسا کہ آپ کے فتاویٰ مکتوبات اور ملفوظات سے واضح ہے۔ چونکہ کتاب ہذا عربی فارسی عبارتوں کے علاوہ بعض مشکل مضامین پر مشتمل ہے اس لیے راقم الحروف نے آسانی کے لیے سابقہ ایڈیشن کی طرح موجودہ ایڈیشن میں اردو ترجمہ کے ساتھ بعض وضاحتی نوٹ بھی دے دیے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ راقم الحروف اور حضرت کے نیازمندان محمد حیات خان و محمد فاضل خان جنہوں نے اس طبع میں خاص تعاون کیا اور سب قارئین کرام کو دین اسلام پر زندہ رکھے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت فرمائے۔ آمین!

ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ
مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء

نیازمند۔ فیض احمد فیض عفی عنہ
جامعہ غوثیہ، گولڑہ شریف

LAGA DO BHAI PEER MEHAR ALI SHA PER KUFAR KA FATWA K UN KI NAZAR MAI DEOBANDI OR BARALVI 2 ""BARE ISLAMI FIRQE HN""
KIA BOLO GYE APP K IS SY TO ZAHIR HY NA K PEER SHB DEOBANDIYOON KO KAFIR NAI MUSALMAN SAMJTY THE.....???

SEE BACK PAGE PLZ 4 PROVE...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب کے مصنف قدس سرہٗ کی ذاتِ ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

بلاریب آں جناب مُسلم شریف کی اس حدیث کے کامل تر مصداق ہیں جس میں حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب اور پسند فرما لیتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پکار کر فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور پھر آسمان میں ندا فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتے ہیں تم بھی اسے دوست رکھو چنانچہ آسمان والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں مستقر کر دی جاتی ہے۔ بالفاظِ دیگر جب وہ کامل انسان کمالِ اتباعِ محمدی کی وجہ سے یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے مقام پر فائز ہو کر خالقِ کائنات کا محبوب ہو جاتا ہے تو تمام کائنات میں اس کی محبت کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد دلیلِ بیّن شاہد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (الآیۃ) (بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کے لیے مخلوقات میں محبت پیدا فرما دے گا) اس لیے جہاں آپ بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کرام میں ایک عارف محقق اور عالم متفق تسلیم کیے گئے ہیں، وہاں دیوبندی طبقہ کے اکابر علماء بھی آں جناب کے علم و عرفان کے ثناخواں نظر آتے ہیں۔ اور ان دو مشہور اسلامی فرقوں کے علاوہ دیگر اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں میں بھی آپ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے جنازہ میں تقریباً ہر مسلک کے مسلمانوں کے ساتھ بعض غیر مسلم افراد کو بھی صفوں سے پیچھے روتے ہوئے یہ کہتے سُنا گیا کہ آپ جگت پیر یعنی سارے جہان کے پیر ہیں۔ اور ایسی عالمگیر مقبولیت کی حامل ہستیاں دُنیا میں بہت کم ہوا کرتی ہیں ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

گو آں جناب کے سوانح و حالات کو کما حقہٗ منظرِ عام پر لانا ایک مشکل کام ہے۔ تاہم اس ناچیز کی مرتب کردہ آنجناب کی سوانح حیات خزینۂ کرم کے پڑھنے سے کچھ نقاب کشائی ہوتی ہے۔

آنجناب کے فیوض و برکات کے دریائے بے کراں سے ایک عالم مستفیض ہوا اور علم و عرفان کی ہزاروں پیاسی رُوحوں نے غوطہ زن ہو کر اپنی پیاس بجھائی جن کے سینہ ہائے بے کینہ سے پھر ایک خلقِ خدا نے استفادہ کیا۔ نیز تصنیفات، مکتوبات و فتاویٰ کا ایک بیش بہا ذخیرہ آپ نے چھوڑا جو رہتی دنیا تک متلاشیانِ حق کے لیے خضرِ راہ کا کام دے گا۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور اس کی بیش قیمت خود آنجناب کے اپنے الفاظ میں خطبہ سے ظاہر ہے جس کی اہمیت اور افادیت ہر ذی بصیرت پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ کتاب ہٰذا میں جو ایک مقدمہ، تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے ارشادِ الٰہی وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی ساتھ اس کے متعلقہ سوالات و جوابات نذر و نیاز کا معنی اور اقسام، سماعِ موتیٰ، غیب پر اطلاع، توسّل اور ربیع فرق الضعفہ۔ لزوم و التزامِ کفر کے درمیان فرق، کسی کلمہ گو کی تکفیر وغیرہ جیسے اہم مسائل کو

چشمِ روشن کن زخاک اولیاء
تا بہ بینی زابتداء تا انتہاء (مولانا رومی)



اِعلاءُ کَلِمَۃِ اللّٰہ
فِی بَیَانِ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ





تصنیفِ لطیف:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی



فاضلِ جلیل مولانا فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ تعالٰے (مؤلف حدائق الحنفیہ)

حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی ابن حافظ محمد سفارش ۱۲۹۰ھ/۱۸۴۴ء میں چھبرات کی نات
کو موضع چینتن (جہلم کی غربی جانب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے) میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک
پڑھنے کے بعد میاں قطب الدین (موضع تالیا نوالہ) سے تعلیم حاصل کرتے رہے پھر مولانا نور محمد
موضع کھائی کوٹلی ضلع جہلم تلمیذ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالٰے کے پاس جاکر کئی سال تک
استفادہ کرتے رہے اور صرف، نحو، فقہ اور دیگر علوم کی کتابیں پڑھیں، بعد ازاں راولپنڈی
جاکر مولانا عبد الکریم اور مولانا محمد حسن فیروزوالہ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۷۶ھ میں دہلی گئے پہلے
مولوی نذیر حسین دہلوی کے پاس پنجابی کٹرہ میں پہنچے، انہوں نے عذر کیا کہ ہم معقولات نہیں
پڑھا سکتے اس لیے مولانا مفتی محمد صدر الدین خاں آزردہ، صدر الصدور دہلی کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور ڈیڑھ سال کے عرصہ میں کتب متداولہ پڑھیں۔ ۱۲۷۷ھ میں وطن واپس
چلے آئے اور کچھ عرصہ بعد مولانا کرم الٰہی (م ۱۲۸۲ھ) کی خدمت میں لاہور پہنچے اور استفادہ کیا
انہی دنوں فن خطاطی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ باقاعدہ یہ فن حاصل کر کے
مطبع آفتاب پنجاب لاہور میں کتابت کا کام کرنے لگے۔

۱۲۸۴ھ میں مناظر اسلام مولانا حافظ ولی اللہ لاہوری قدس سرہ کا پادری عماد الدین
سے امرتسر میں مناظرہ ہوا تو مولانا فقیر محمد رحمہ اللہ تعالٰے کو بھی ردِ عیسائیت کا شوق پیدا ہوا،
چنانچہ حافظ صاحب مرحوم سے استفادہ کر کے اس فن میں مہارت حاصل کی۔ مولانا فقیر محمد
نے عیسائیت اور عقائد باطلہ کے رد میں معتد بہ کام کیا اور تمام عمر علم و ادب اور مذہب کی خدمت
میں صرف کر دی۔ ۱۱ر محرم ۱۲۹۱ھ سے ۱۳۰۱ھ تک اخبار آفتاب پنجاب کے ایڈیٹر رہے۔
۱۳ر ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ سے جہلم میں اپنے لخت جگر محمد سراج الدین کے نام پر مطبع سراج المطابع
قائم کیا اور اخبار سراج الاخبار جاری کیا، اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص
طور پر فتنۂ مرزائیت کی تردید کے لیے بڑا کام کیا۔

MOULANA QASIM NANOTVI RH BRELVI AQABER KI NAZAR MEIN

LAGAO MUNNON FATWA APNE AQABER PER ?

RAZAKHANIYOUN

APNE AKABER KI HI MAAN LO

مولوی نور بخش توکلی کا شمار بریلویوں کے جید اکابرین میں ہوتا ہے اور تذکرہ اکابر اہلسنت میں مولوی عبدالحکیم شرف قادری نے ان کو اپنے اکابر میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے مشائخ نقشبندیہ کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے اسی کتاب میں اپنے شیخ سائیں توکل شاہ انبالوی کا ایک خواب نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

ALHUMDULILLAH KIS QADR BRELVI ALLAMA SAHAB IS KHWAB KE BINA PER MOULANA QASIM NONOTVI RH KIS KADAR NABI SAW KE SUNNATON AWR PAIRVI KE PABAND THE

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی



...کے بدن مبارک کی طرف غور سے دیکھا۔ تو نظر آیا کہ آپ کو سانس مطلق نہیں آتا۔ تقریباً پاس یا ... ساعت تک یہی حال رہا۔ میں نے پریشان ہو کر سائیں محمد علی شاہ سے کہا کہ دیکھو تو حضرت کو ... نہیں آتا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ حضور جاگ اٹھے اور آنکھ کھول کر فرمایا۔ کیا باتیں کر رہے ... میں نے وہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہم مدینہ شریف گئے ہوئے تھے۔ میں نے ... میں خیال کیا کہ شاید آپ خواب میں مدینہ شریف تشریف لے گئے ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ ... باطن سے میرے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ... بھی موجود ہیں جو نظر اٹھانے میں مدینہ شریف پہنچ جاتے ہیں۔ اور نظر نیچی کرنے میں یہاں ... آ جاتے ہیں۔

SCAN

...ب کی کیفیت:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری ادام اللہ تعالیٰ ... لکھتے ہیں۔ کہ حضرت محمد وحنا توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بر محل تذکرہ حاضرہ سے ... ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ... میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ ... تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی ... وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا۔ مگر میں بے اختیار چلا جاتا تھا۔ آخر مولانا سے ... گیا اور پہنچ گیا۔

...شریف کی برکت:

مولانا ممدوح اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز محمد مشتاق احمد نے حضرت عارف ... توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بار ہا اس حالت میں دیکھا ہے کہ حضرت ممدوح بعد نماز عصر ... شریف پڑھا کرتے تھے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا ... بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ۔ پڑھتے پڑھتے بعض وقت حضوری ہو جاتی تھی ... اختیار سر زمین پر جھکا دیتے تھے۔ گویا بے ہوش ہو جاتے تھے۔ عجیب فیض اس وقت وارد

MUHAMMAD BIN QASIM

تذکرہ اکابرِ اہلسنّت

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری



نوری کتب خانہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"براہین قاطعہ" کے رد میں لکھی جانے والی مدلل اور مفصل کتاب

انوارِ ساطعہ

در بیان

مولود و فاتحہ

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع انصاری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
بس اب چاہو ہنساؤ یا رُلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں ناقابل وہاں کے پُراُمید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بُلاؤ یا رسول اللہ

جہاز اُمّت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

یہ قصیدہ جس وقت حضور (امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ) حج کر کے ہندوستان تشریف لائے تھے تب اشتیاق میں فرمایا تھا، چنانچہ یہ مضمون ایک مصرعہ کا صاف ہے ؎

کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ

غرضکہ یہ ندا یا رسول اللہ اور مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو اس قصیدہ میں ہے یہ سب ملک ہند سے خطاب و استمداد کیا گیا ہے اور مقبول بھی ہوا۔ چنانچہ پھر حضرت ممدوح الصدر ہندوستان سے ملک عرب میں بلائے گئے اور زیارت مدینہ سے مشرف ہوئے، اور تعریف ان کی محتاج بیان نہیں۔ مختصر یہ کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جن کو ہمارے وقت کے منکرین بھی سب بالاتفاق معتمد علیہ اور مسلّم الثبوت مانتے ہیں وہ حضور (امداد اللہ مہاجر مکی) کی توصیف میں لکھتے ہیں **اشعار**:

محل مكان ويعلو بين اهل الكفر كلمة الايمان۔ | ہیں بڑے بڑے علماء جو وقت کے امام ہیں ہر طرف سے اور بلند ہوتا ہے اہل کفر کے بیچ میں کلمہ ایمان کا ۱۲

اور اسی طرح ابو سعید بورانی نے لکھا ہے:

علماء از اطراف عالم جمع آیند و در تعظیم آں شب یعنی شب میلاد شریف ارغام اہلِ کفر و ضلال نمایند۔

اور خود کلام ابن جزری میں اس کی تصریح ہے:

لو يكن ذلك الا ارغام الشيطان وسرور اهل الايمان۔

یعنی کہا ابن جزری نے کہ نہیں ہے محفل مولد شریف میں مگر ذلیل کرنا شیطان کا اور سرور اہلِ ایمان کا۔

تماشہ یہ ہے کہ کسی دَور میں کفار اس محفل سے جلتے تھے اس دور آخری میں بعضے مسلمان جلتے ہیں۔

اور تیسرا جواب اور بھی ابن جزری کی طرف سے ہو سکتا ہے کہ یہ دستور ہے جو کسی نیک کام کی طرف لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں تو ادنیٰ کا ذکر کر کے اعلیٰ کا شوق دلاتے ہیں۔ مثلاً گاؤکشی وغیرہ مقدماتِ دینیہ میں جب اہلِ اسلام کو بے رغبت دیکھیں تو ان کو یہ کہا جائے کہ قوم ہنود باوجود یکہ مذہب ان کا باطل ہے وہ تو باطل پر جانفشانی کریں تم حق پر ہو کے کچھ نہ کرو تم کو ان سے زیادہ عرق ریزی اور جاں نثاری چاہئے اس کو کوئی عاقل تشبہ کفار نہ کہے گا۔ اسی قاعدہ پر نازل ہوا قرآن میں:

ان تكونوا تالمون فانهم يالمون كما تالمون وترجون من الله ما لا يرجون[1]۔

---

[1] اگر تم دُکھ پاتے ہو وہ بھی دکھ پاتے ہیں تم دکھ پاتے ہو اور تم امید رکھتے ہو اللہ سے (باقی اگلے صفحہ پر)

نقل ضمیمہ اشتہارِ دعوت

اشتہارِ دعوت کے ساتھ ضمیمہ اشتہار، منقولہ ذیل شامل تھا۔

ضمیمہ اشتہارِ دعوت

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہزارہا مرید یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ علم میں اور حقائق و معارفِ دین میں اور علوم ادبیہ میں اس ملک کے تمام مولویوں سے بڑھ کر ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے اس امتحان کے لیے پیر صاحب موصوف کو اختیار کیا ہے کہ تا ان کے مقابلہ سے خدا تعالیٰ کا وہ نشان ظاہر ہو جائے جو اس کے مرسلین اور مامورین کی ایک خاص علامت ہے لیکن ممکن ہے کہ اس ملک کے بعض علماء ناحق کی شیخی سے یہ خیال کریں کہ ہم قرآن شریف کے جاننے اور زبان عربی کے علم ادب میں پیر صاحب موصوف پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یا کسی آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کے وقت یہ عذر پیش کر دیں کہ پیر صاحب موصوف کا مغلوب ہونا ہم پر حجت نہیں ہے۔ اور اگر ہمیں اس مقابلہ کے لیے بلایا جاتا تو ضرور ہم غالب آتے۔ اس لیے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان تمام بزرگوں کو بھی اس مقابلہ سے باہر نہ رکھا جائے اور خود ظاہر ہے کہ جس قدر مقابلہ کرنے والے کثرت سے میدان میں آئیں گے اسی قدر الٰہی نشان کی عظمت بڑی قوت اور سطوت سے ظہور میں آئے گی اور یہ ایک ایسا زبردست نشان ہوگا کہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا اور ممکن ہے کہ اس سے بعض نیک دل مولویوں کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس الٰہی طاقت کو دیکھ لیں جو اس عاجز کے شاملِ حال ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے ذریعہ سے پنجاب اور ہندوستان کے تمام ان مولویوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ علم تفسیر قرآن اور عربی کے علم ادب اور بلاغت فصاحت میں سرآمد روزگار ہیں۔ مگر شرائط ذیل کی پابندی ضروری ہوگی۔

(۱) اس مقابلہ کے لیے پیر مہر علی صاحب کی بہرحال شمولیت ضروری ہوگی کیونکہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ علم عربی اور قرآن دانی میں ان تمام مولویوں سے بزرگ اور افضل ہیں۔ لہٰذا کسی دوسرے مولوی کو صرف اس حالت میں قبول کیا جائے گا کہ جب پیر مہر علی شاہ صاحب اس دعوت کو قبول کر کے بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے شائع کر دیں کہ میں مقابلہ کے لیے تیار ہوں[1] یا مقابلہ کرنے والے علماء کی ایک ایسی جماعت پیش کریں جو چالیس سے کم نہ ہو۔ ہاں ضروری ہوگا کہ دوسرے مولوی صاحبوں کے لیے وقت اور گنجائش نکالنے کے لیے پیر صاحب موصوف مباحثہ کے لیے ایک مہینہ سے کم تاریخ مقرر نہ کریں۔ تا اس مدت تک باور کرنے کی وجہ پیدا ہو جائے کہ ان تمام مولویوں

حاشیہ ضمیمہ اشتہار:۔

[1] پیر مہر علی شاہ صاحب پر یہ فرض ہوگا کہ اگر وہ اپنے تئیں مردِ میدان سمجھیں تو اشتہار ہٰذا کی اشاعت کی تاریخ سے یعنی اس روز سے جو بذریعہ رجسٹری اشتہار ہٰذا ان کو پہنچے، دس روز کے اندر اپنی تیاری مقابلہ اور قبول شرائط سے ہمیں اور پبلک کو اطلاع دیں۔ (منہ)

ہوگی کہ سُنانے سے پہلے اُسی دن اور اُسی وقت جب کہ وہ بالمقابل تحریر ختم کر چکے ہوں ایک نقل بعد ثبت دستخط مجھ کو دے دیں اور جائز نہ ہوگا کہ نقل دینے کے بعد اُس مضمون پر کچھ زیادہ کریں یا اصلاح کریں۔ اور سہو و نسیان کا کوئی عذر سُنا نہیں جائے گا اور اس شرط کا ہم میں سے ہر ایک پابند ہوگا۔

۸۔ تمام مضامین سُنانے کے بعد تین مولوی صاحبان جن کو پیر مہر علی شاہ صاحب تجویز کریں گے۔ اُس قسم کے تین مرتبہ حلف کے ساتھ جو قذفِ محصنات کے بارے میں قرآن شریف میں مندرج ہے اپنی رائے ظاہر کریں گے کہ کیا یہ تمام مولوی صاحبان مقابل میں غالب رہے یا مغلوب رہے اور وہ رائے منطبع ہو کر وہی آخری فیصلہ ہمارا اور ہمارے اندرونی مخالفوں کا قطعی طور پر قرار دیا جائے گا۔

۹۔ نویں شرط یہ ہے کہ اگر الٰہی رُعب کے نیچے آکر پیر مہر علی شاہ صاحب اس مقابلہ سے ڈر جائیں اور دل میں اپنے تئیں کاذب اور ناحق پر سمجھ کر گریز اختیار کریں تو اُس صُورت میں یہ جائز نہیں ہوگا کہ دُوسرے مولویوں میں سے صرف ایک یا دو شخص مقابلہ کا اشتہار دیں۔ کیونکہ ایسا مقابلہ بے فائدہ اور محض تضیع اوقات ہے۔ وجہ یہ کہ بعد میں دُوسرے مولویوں کے لیے یہ عذر باقی رہتا ہے کہ مقابلہ کرنے والے کیا چیز اور کیا حقیقت تھے یا جاہل اور بے علم تھے۔ لہٰذا یہ ضروری شرط ہوگی کہ اس حالت میں جب کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے مُریدوں کو دریائے ندامت میں ڈال کر بھاگ جائیں اور اپنے لیے کنارہ کشی کا داغ قبول کریں تو کم سے کم چالیس نامی مولویوں کا ہونا ضروری ہے جو سب اس میں آنے کی درخواست کریں۔ اور ہمیں منظور ہے کہ وُہ اُن میں سے ہوں جن کے نام ذیل میں لکھے جائیں گے یا اس درجہ کے اور مولوی صاحبان باہم مل کر اشتہار دیں کہ جو چالیس سے کم نہ ہوں اور اس صُورت میں اُن سے بہ پابندی شرائط مذکورہ بالا مقابلہ کیا جائے گا۔

۱۰۔ اگر اشتہار ہذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء ہے۔ ایک ماہ تک نہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لیے کوئی اشتہار نکلا اور نہ دُوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صُورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اُن سب کے دلوں میں رُعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا۔ کیونکہ سب پر رُعب ڈال کر سب کی زبان بند کر دینا اور اُن کی تمام شیخیوں کو کچل ڈالنا، یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دُوسرے سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وتلک عشرۃ کاملۃ من الشراط التی ذکرھا۔

اب میں ذیل میں اُن حضرات مولوی صاحبان کے نام لکھتا ہوں جو اس مقابلہ کے لیے بشرط شمولیت پیر مہر علی شاہ صاحب یا بشرط مجمع چالیس چُنے گئے ہیں اور اگر ان کے سوا اہل پنجاب اور ہندوستان میں سے وہ ان مولویوں میں سے جو زیل برٹش انڈیا ہوں۔ اس ملک کے کسی گوشہ میں اور مولوی صاحبان موجود ہوں

حاشیہ ضمیمہ اشتہار

* اگر بعض مولوی صاحبان جو لاہور سے کسی قدر فاصلہ پر رہتے ہیں۔ یہ عذر پیش کریں کہ ہم بوجہ ناداری لاہور پہنچ نہیں سکتے تو مناسب ہے کہ وُہ بطور قرضہ انتظام کرایہ سفر کر کے لاہور پہنچ جائیں۔ اگر فتحیاب ہو گئے تو میں کُل کرایہ آمد و رفت اُن کا دے دُوں گا۔ (منہ)

شیخ نظام الدین سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی۔

المشتھر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰۔ جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶/۸ کے ۴ صفحات پر ہے)

(مؤلف:۔ مندرجہ بالا فہرست میں برصغیر پاک و ہند کے اُس وقت کے قریباً تمام مشہور بزرگانِ دین اور عُلمائے کرام کے اسماءِ گرامی آ گئے ہیں جو بقیدِ حیات تھے۔ اور جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دینِ برحق کی مدافعت اور خدمت کے لیے ان تمام بزرگان و اکابرینِ اسلام میں سے صرف حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کو منتخب فرما کر سب کی طرف سے شرفِ نمائندگی بخشا تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نقل اشتہار جواب دعوت

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ نے اُسی روز منقولہ ذیل اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں چھپوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا۔ مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں ان میں سے مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اور عُلمائے کرام مندرجہ اشتہار دعوت کو اور پنجاب و ہندوستان، صوبہ سرحد اور افغانستان کے بہت سے دیگر عُلماء و فضلاء کو بھی دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئیں۔ تمام ملک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کر دی گئیں۔ جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔

حضرت مولینا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرّہٗ کا جواب دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وآلہ وعترتہ۔

امّا بعد۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء آج اس نیاز مند عُلمائے کرام و مشائخ عظام کی نظر سے گزرا مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرما دیں گے وہ یہ ہے کہ مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بشرائط قرار داد اپنے دعویٰ کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اُس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے۔ مجھ کو شہادت و رائے تینوں عُلمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں:۔

چھیاسی علماء کے اسماء کی فہرست

مولوی محمد صاحب لدھیانہ، مولوی عبد العزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ، مولوی محمد حسین رئیس لدھیانہ، مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ، مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ، مولوی منظور دین مولوی ... ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور، مولوی عبد اللہ ٹیکری والوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور، مولوی غلام حسین سیالکوٹ، مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھوی ضلع سہارن پور، مولوی شاہ محمد حسین صابری محب اللّٰہی سنبھل مراد آباد، مولوی نذیر احمد خان دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدرآباد، مولوی عبد اللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ راجپوتانہ، مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تپارہ، قاضی عبد اللہ ... بھوپال، مولوی شیخ عبد اللہ ساکن چک نمبر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات، مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ محلہ ... ضلع مراد آباد، یو پی، مولوی عبد الغفار مفتی ریاست گوالیار، مولوی عبد اللہ محلہ کھڈہ کراچی، مولوی احمد حسن مدرس ... امروہہ ضلع مراد آباد، مولوی قاسم شاہ شیعی مجتہد لاہور، مجتہد صاحب لکھنؤ، مولوی عنایت علی شیعی سامانہ ریاست پٹیالہ، مولوی سکندر صاحب شہر میسور، مولوی لطف اللہ قاضی القضاۃ حیدر آباد، مولوی نذیر حسین انبیٹھہ سہارن پور، مولوی عبد اللہ سجادہ نشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی، مولوی محمد حسین موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی غلام اللہ ... گجرات، مولوی محمد اسحاق اجراوری پٹیالہ، مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وہ اپنا وکیل بنائیں، مولوی تلطف حسین دہلوی، مولوی کرامت اللہ محلہ بارہ، صدر بازار، دہلی، مولوی فضل دین گجرات پنجاب، مولوی عبد الوہاب امام مسجد صدر دہلی، علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بنائیں، مولوی منشی سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مؤلف غایت المرام، مولوی ... الزمان شاہجہان پوری یا وہاں کا جو عالم بھی ہو، مولوی محمد صدیق دیو بندی حال مدرس ... مراد آباد، مولوی محمد شفیع قصبہ رام پور ضلع سہارن پور، مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج، مولوی دیدار علی مسجد دائرہ ریاست الور، شیخ خلیل الرحمن سرساوہ سہارن پور سجادہ نشین جمال قطب ہانسوی، مولوی نظام الدین قاضی مالیر کوٹلہ، شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء، مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر، قاضی ظفر الدین پروفیسر، مولوی عبد الحکیم پروفیسر، مولوی عبد اللہ ساکن بہلو خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم، مولوی ابراہیم آرہ، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی شیخ محمد حسین عرب یمانی بھوپال، مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور، مولوی محمد بشیر بھوپال، مولوی عبد الجبار امرتسر، مولوی عبد اللہ امرتسر، مولوی رسل بابا امرتسر، مولوی عبد الحق مفسر تفسیر حقانی دہلی، مولوی عبد الحق امرتسر، مولوی عبد الواحد امرتسر، مولوی منہاج الدین کوٹ، منشی الٰہی بخش ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں، مولوی محمد ساکن سکندر پور ہزارہ، مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارن پور، قاضی امیر عالم ساکن سکندر پور ہزارہ، مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی، مولوی ابو الخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی، مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارن پور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ، ملا مانکی نوشہرہ پشاور، مولوی عبد المنان وزیر آبادی جس عالم کو منتخب کریں، قاضی سلطان محمود آئی اعوان گجرات، مولوی غلام محمد بگہ والا شاہی مسجد لاہور، مولوی محمد زکریا انجمن حمایت اسلام لاہور، مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور، مولوی غازی خان گولڑہ راولپنڈی، مولوی غلام رسول قلیاں گوجراں، مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاک خانہ ڈوئیل، مولوی عبد السمیع رام پوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش رئیس میرٹھ، مولوی محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیو بند، مولوی احمد حسن گنج پوری صابری جامع مسجد دہلی، مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنۂ ہند میرٹھ، مولوی عبد الخالق بہمان خیلاں ضلع پشاور، مولوی عبد الرحمن چھوہروی ضلع ہزارہ، مولوی فقیر محمد عزیز تروناوہ ضلع ہزارہ۔

جو مکذب ہوں تو وُہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات مولوی صاحبان کے نام یہ ہیں۔

چھیاسی علماء کے اسماء کی فہرست

مولوی محمد صاحب لدھیانہ۔ مولوی عبدالعزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ۔ مولوی محمد حسین رئیس لدھیانہ۔ مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ۔ مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ۔ مولوی منظور دین مرولہ والے۔ ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور۔ مولوی عبداللہ ٹھکرالوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور۔ مولوی غلام حسین سیالکوٹ۔ مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھ ضلع سہارنپور۔ مولوی شاہ محمد حسین صابری محبّ النبی سنبھل مرادآباد۔ مولوی نذیر احمد خان دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدرآباد۔ مولوی عبداللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ۔ راجپوتانہ۔ مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تپارہ۔ قاضی عبدالقدوس چھاؤنی لکھنو۔ مولوی شیخ عبداللہ ساکن چک نمبر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ محلہ ملانا ضلع مرادآباد۔ یوپی۔ مولوی عبدالغفار مفتی ریاست گوالیار۔ مولوی عبداللہ محلہ کھڈہ کراچی۔ مولوی احمد حسن مدرس پرنواڑی۔ امروہہ ضلع مرادآباد۔ مولوی قاسم شاہ شیعی مجتہد لاہور۔ مجتہد صاحب لکھنؤ۔ مولوی عنایت علی شیعی سامانہ۔ ریاست پٹیالہ۔ مولوی سکندر صاحب شہر میسور۔ مولوی لطف اللہ قاضی القضاۃ حیدرآباد۔ مولوی نذیر حسین انبیٹھ۔ سہارنپور۔ مولوی عبداللہ سجادہ نشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی۔ مولوی محمد حسین موضع جبین تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ مولوی عظیم اللہ مچھیانہ۔ گجرات۔ مولوی محمد اسحاق اجراوری پٹیالہ۔ مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وُہ اپنا وکیل بنائیں۔ مولوی تلطف حسین دہلوی۔ مولوی کرامت اللہ محلہ بارہ۔ صدر بازار۔ دہلی۔ مولوی فضل دین گجرات پنجاب۔ مولوی عبدالوہاب امام مسجد صدر دہلی۔ علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بنائیں۔ مولوی منشی سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مؤلف غایت المرام۔ مولوی سیّح الزمان شاہجہانپوری یا وہاں کا جو عالم ہو۔ مولوی محمد صدیق دیوبندی حال مدرس پھرایوں مرادآباد۔ مولوی محمد شفیع قصبہ رامپور ضلع سہارنپور۔ مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج۔ مولوی دیدار علی مسجد دائرہ۔ ریاست الور۔ شیخ خلیل الرحمٰن سرساوہ سہارنپور سجادہ نشین جمال قطب ہانسوی۔ مولوی نظام الدین قاضی مالیرکوٹلہ۔ شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء۔ مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر۔ قاضی ظفر الدین پروفیسر۔ مولوی عبدالحکیم پروفیسر۔ مولوی عبداللہ ساکن جہلم خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم۔ مولوی ابراہیم آرہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی شیخ حسین عرب یمانی بھوپال۔ مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور۔ مولوی محمد بشیر بھوپال۔ مولوی عبدالجبار امرتسر۔ مولوی محمد اللہ امرتسر۔ مولوی رسل بابا امرتسر۔ مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی دہلی۔ مولوی عبدالحق امرتسر۔ مولوی عبدالواحد امرتسر۔ مولوی منہاج الدین کوٹ۔ منشی الٰہی بخش مُصنّف بذریعہ الہام تفسیر لکھیں۔ مولوی محمد ساکن سکندرپور۔ ہزارہ۔ مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارنپور۔ قاضی امیر عالم ساکن سکندرپور۔ ہزارہ۔ مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی۔ مولوی ابوالخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی۔ مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ ملا ماکی نوشہرہ پشاور۔ مولوی عبدالفتاح وزیرآبادی جس عالم کو منتخب کریں۔ قاضی سلطان محمود آئی اعوان گجرات۔ مولوی غلام محمد بگوی والا شاہی مسجد لاہور۔ مولوی محمد زکریا انجمن حمایت اسلام لاہور۔ مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور۔ مولوی غازی خان گولڑہ۔ راولپنڈی۔ مولوی غلام رسول قلعیاں۔ گوجرخاں۔ مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاک خانہ ڈوڈیل۔ مولوی عبدالسمیع رامپوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش رئیس میرٹھ۔ مولوی محمود حسن مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔ مولوی احمد حسن گنج پوری صابری۔ جامع مسجد دہلی۔ مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنۂ ہند میرٹھ۔ مولوی عبدالخالق جہان خیلاں ضلع پشاور۔ مولوی عبدالرحمٰن چھوہروی ضلع ہزارہ۔ مولوی فقیر محمد عزیز ترنوہ ضلع ہزارہ۔

کو پیر مہر علی شاہ صاحب کے اشتہار سے اطلاع ہو گئی ہے۔ پہلے میں نے ایک ہفتہ مقرر کیا تھا مگر اب اس لحاظ سے اس قدر تھوڑی میعاد عام اطلاع کے لیے کافی نہیں۔ ہاں ضروری ہو گا کہ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد پیر صاحب موصوف دس دن کے اندر اس دعوت کے قبول کے بارہ میں ایک عام اشتہار شائع کریں اور بہتر ہو گا کہ پانچ ہزار کاپی چھپوا کر بذریعہ چند نامی مولوی صاحبان پنجاب و ہندوستان میں اس مباحثہ کی عام شہرت دے دیں۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ مقام مباحثہ لاہور ہو گا جو صدر مقام پنجاب ہے اور تجویز مکان پیر صاحب کے اختیار ہوگی یعنی اگر وہ اپنے اس اشتہار میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، تجویز مکان اپنے ذمہ لیں تو یہ تجویز ان کے ذمہ ہوگی اور کچھ حرج نہیں تمام کرایہ مکان مباحثہ کا میں ہی دوں گا۔

۳۔ تیسری یہ شرط ہے کہ یہ بحث صرف دن میں ہی ختم ہو جائے گی اور ہر ایک شخص مقابل کو سات گھنٹے تک لکھنے کی مہلت ملے گی۔

۴۔ چوتھی یہ شرط ہے کہ جس قدر اس مقابلہ کے لیے مولوی صاحبان حاضر ہوں گے ان کے لیے ہرگز جائز نہ ہو گا کہ ایک دوسرے کو کسی قسم کی مدد کریں، نہ تحریر سے، نہ تقریر سے، نہ اشارات سے۔ بلکہ ضروری ہو گا کہ ہر ایک صاحب ایک مناسب فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے کی تحریر کو نہ دیکھ سکیں اور جو شخص ایسی حرکت کرے وہ مکرر مقابلہ سے فی الفور نکال دیا جائے گا اور ضروری ہو گا کہ ہر ایک صاحب اپنے ہاتھ سے ہی لکھے۔ ہرگز جائز نہ ہو گا کہ آپ بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے کیونکہ اس صورت میں اقتباس اور استراق کا اندیشہ ہے۔

۵۔ ضروری ہو گا کہ ہر ایک صاحب جب اپنے مضمون کو تمام کریں جو کم سے کم حسب ہدایت اشتہار ہذا بیس ورق کا ہو گا جس میں کوئی عبارت اردو کی نہیں ہوگی بلکہ خالص عربی ہوگی تو اس کے نیچے اپنے پورے دستخط کریں اور اسی وقت ایک ایک نقل اس کی مع دستخط اور نیز مع ایک تصدیقی عبارت جو میں مضمون ہو کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے اس عاجز کے حوالہ کر دیں۔ اور یہ میرا بھی فرض ہو گا کہ میں بھی بعد ختم تمام نقول کے ایک نقل اپنی تحریر کی بعد ثبت دستخط پیر مہر علی صاحب کو دے دوں۔* یہ میرے ذمہ نہیں ہو گا کہ ہر ایک صاحب کو ایک ایک نقل دوں کیونکہ اس تھوڑے وقت میں ایسا ہونا غیر ممکن ہے کہ میں چالیس پچاس مولویوں کے لیے پچاس نقلیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔ ہاں ہر ایک مولوی صاحب کو اختیار ہو گا کہ وہ اپنے لیے ایک ایک نقل میرے مضمون کی پیر مہر علی شاہ صاحب سے لے کر خود لکھ لیں۔ مگر یہ اس وقت ہو گا جب اپنے مضمون کی نقل مجھے دے چکیں۔

۶۔ ہر ایک شخص اپنا اپنا مضمون بعد لکھنے کے آپ سنانے کا یا اختیار ہو گا کہ جس کو وہ پسند کرے وہ سنا دے۔ اگر سنانے کے لیے وقت کافی نہیں ہو گا تو جائز ہو گا کہ وہ مضمون دوسرے دن سنا دیا جائے۔ مگر یہ ضروری شرط

حاشیہ ضمیمہ اشتہار

* یہ میرا بھی فرض ہو گا کہ میں بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں اور جائز ہو گا کہ میں اپنا فرض پورا ادا کر کے دوسروں کی تحریر کے لیے کسی دوسرے کو مقرر کر دوں اور یہی اختیار مخالفین کو ہو گا۔ (منہ)

مہرِ منیر

شیخ نظام الدین سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی۔

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰-جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۴ صفحات پر ہے)

(مؤلف:- مندرجہ بالا فہرست میں برصغیر پاک و ہند کے اُس وقت کے قریباً تمام مشہور بزرگان دین اور علمائے کرام کے اسمائے گرامی آگئے ہیں جو بقید حیات تھے۔ اور جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین برحق کی مدافعت اور خدمت کے لیے ان تمام بزرگان و اکابرین اسلام میں سے صرف حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ ہی کو منتخب فرما کر سب کی طرف سے شرف نمائندگی بخشا تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نقل اشتہار جواب دعوت

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے اُسی روز منقولہ ذیل اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں چھپوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا۔ مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں ان میں سے مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اور علمائے کرام مندرجہ اشتہار دعوت کو اور پنجاب و ہندوستان، صوبہ سرحد اور افغانستان کے بہت سے دیگر علماء و فضلاء کو بھی دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئیں۔ تمام ملک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کر دی گئیں۔ جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔

حضرت مولٰینا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا جواب دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وآلہ وعترتہ۔

امّا بعد۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء آج اس نیاز مند علمائے کرام و مشائخ عظام کی نظر سے گزرا مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرما کر مجھے ممنون فرمائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعویٰ کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اُس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے۔ مجھ کو شہادت والے تینوں علمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

سیف العطا

نکاحِ سیدہ با غیرِ سید کی شرعی حیثیت

عطا محمد چشتی



استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب

ہیں سوال کا جو جواب ہے اُس پر دو اعتراض ختم ہوئے۔ اعتراض یہ ہے کہ ملفوظاتِ مہریہ میں مردِ اُمتی کے سیدہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا سوال تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ یا جواز سے جواب دیا جاتا ہے یا عدمِ جواز سے اور ہر صورت میں ادلہ اربعہ سے دلیل دی جاتی ہے۔ مگر مسئلہ زیرِ بحث میں ایسا نہیں ہوا۔ نہ واضح جواب دیا گیا اور نہ کوئی دلیل۔ صرف اظہارِ ناراضگی کیا گیا اور دوسرا یہ فرمایا گیا کہ مولوی لوگ عجیب ہیں اِن کی اور اِن کی جُوتی کی توہین کرنے والے پر تو کفر کا فتوای لگاتے ہیں؛ لیکن اہلِ بیت کی بے ادبی کی پرواہ نہیں کرتے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعلےٰ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولوی لوگ اہلِ بیت کے بے ادب پر بھی فتوای لگائیں۔

تکفیر کا فتوای حضورؒ کے مسلک کے خلاف ہے

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرتؒ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں۔ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے سوا اعلےٰ حضرتؒ نے کسی کی تکفیر نہیں کی۔ دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علمائے حرمین الشریفین نے اُن گستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی؛ لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ تو اہلِ بیت کی بے ادبی پر آپؒ مولویوں کو تکفیر کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے۔ یہ سب ناقلین کی ہیرہ دستی ہے۔ یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ حدیث شریف کی کئی قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، خبرِ واحد اور حدیث ضعیف اور موضوع۔ اب اس پر اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہوا جملہ قرآن کی طرح

قُرَیْشٌ بَعْضُهُمْ اَکْفَاءُ بَعْضٍ (الحدیث)

سَیْفُ العطا
عَلٰی اَعْنَاقِ مَنْ طَغٰی
وَاَعْرَضَ عَنْ دِیْنِ الْمُصْطَفٰی

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے مشہور فتوٰی اور ملفوظ
متعلق بہ نکاح سیدہ با غیر سید کا بے لاگ شرعی تجزیہ
اور ۱۹۹۲ء دربارِ عالیہ گولڑہ شریف میں سلسلہ ملفوظ و فتوٰی مذکور ایک
واعظ کی غلط تشریحات اور بعض دیگر خرافات کا اسی زبان میں جواب

از

ملک المدرسین، فخر الناطقہ، فقیہ العصر، جامع معقول و منقول
واقفِ فروع و اصول، عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، بقیۃ السلف

حضرت العلامہ حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی نظامی گولڑوی سلمہ اللہ تعالیٰ

في الشعر أكثر منه في النثر **قوله** وقد تسكن آه وجه سكون الواو والفاء أكثر لكون اتصالهما بما بعدهما
أشد لكونهما على حرف واحد فصار الواو والفاء مع اللام بعدهما وحرف المضارعة ككلمة على وزن
فخذ فخفف بحذف الكسر وأما ثم فمحمول عليهما لكونها حرف عطف مثلهما **قوله** وهو يدخل على جميع
آه بخلاف اللام كما عرفت **قوله** أو تشكيكا نحو لا أريتك هاهنا لأن المنفي في الحقيقة هاهنا
هو الذي طلب لا أكلمن هاهنا حتى لا أراك **قوله** المذكورة من قبله قيده بذلك لكونه تفصيلا
لما سبق معطوفا على لم في قوله فلم تقلب الخ وخرج لولا لكن لأن الكلام في الجوازم **قوله**
أي يجعل آه أي الله لا لك على السببية الجملية كما يدل عليه بيانه في التفسير بإفادة كون الأول
سببا الثاني خال عن هذه الفائدة بل يتبادر فيه السببية المحققة فلذا لم يفسرها بها **قوله** بل
ملزومية إشارة إلى ما ذكره الشيخ الرضي معترضا على الشيخ ابن الحاجب حيث قال إن
الشرط سبب والجزاء مسبب بأن الشرط عندهم ملزوم والجزاء لازمه سواء كان سببا نحو لو كانت
الشمس طالعة فالنهار موجود أو شرطا نحو إن كان لي مال حججت أو لا شرطا ولا سببا نحو إن كان
زيد أبي فكنت ابنه وإن كان النهار موجودا فالشمس طالعة إلى غير ذلك ولعل مرادهم بالسببية
مجرد الدخل في اعتقاد المتكلم ولو ادعاء فيؤول إلى الملازمة الادعائية فليتأمل [illegible]

[illegible] ولم يقل لا أريتك هاهنا
[illegible] تعكس المجاز فتفكر

حاشیہ بر تکملہ ملا عبد الغفور

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مسمّٰی بہ

تحفۂ سلیمانی

تصنیف

غلام محمود گولڑوی پپلانوی

محمد رضا الحسن قادری

دار الاسلام

پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑا میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں چنانچہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہو گیا اور دونوں حضرات کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ رکھا کہ فریق مخالف کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو کافر نہ کہے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحب (قدس سرہ) کو یہ بات ناگوار گزری۔ فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ چنانچہ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ یہ تحریر آج بھی مولانا سراج الدین صاحب کے پاس موضع سلار گاہ میں موجود ہے۔

۲۔ "رسالہ مجالہ بر دو رسالہ" میں مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کے درمیان مسئلہ امکان نظیر و امتناع نظیر کے اختلافات پر لکھتے ہیں۔

• اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط۔ کسی کی فریقین یعنی اسمٰعیلیہ و خیر آبادیہ ہر دو کے شکر اللہ سعیہم راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے۔ فانما الاعمال بالنیات و لکل امرء ما نوی۔" (رسالہ مجالہ بر دو رسالہ طبع دوم ص۶)

۳۔ حضرت پیر صاحب موصوف نے اپنے ایک فتویٰ متعلقہ فرار از طاعون کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ (حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی زندگی میں) اپنی ایک کتاب فتوحات صمدیہ (مطبوعہ ملتان بار سوم ص۱۱۲) میں درج کیا ہے اور اس پر جلی قلم سے بعنوان "نقل فتویٰ جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی عم فیضہ" خود تحریر فرمایا ہے۔

ع۱ ۔ مولانا حضرت نانوتویؒ نے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو سمجھنے کیلئے حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی تصنیف سیف چشتیائی دیکھنے کی ہدایت کی ہے۔ بیان [illegible] تاریخ [illegible]۔

باب چہارم

حضرات علمائے دیوبند و دیگر اکابرِ ملت کی نظر میں

آج جبکہ ملک میں اندرونی اور بیرونی فتنوں کی گرم بازاری ہے۔ عیسائی مشنری قادیانی گروہ اور پرویزی ٹولہ مسلمانوں کے متاعِ ایمان کو لوٹنے کی فکر میں ہے پاکستان میں بے علم واعظین دیوبندی بریلوی نزاع کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دے رہے ہیں۔ تقریباً ایک سو چالیس (۱۴۰ سال) بیس چونے کو آئے ہیں کہ دیوبند اور بریلی دونوں ہندوستان میں رہ گئے ہیں مگر تمام اشتعال انگیز تقریریں اور اخلاق سے گرے ہوئے حربے مسلسل استعمال کئے جا رہے ہیں اسلام کے دشمن اسلام کو ختم کرنے کے لیے لگاتار مصروفِ عمل ہیں شیطان ننگا ہو کر کبڈی کھیل رہا ہے اور جس فتنہ کے فروغ سے صرف فتنہ ہائے باطل کو فائدہ پہنچ رہا ہے کوئی نہیں جو اس فتنہ کو ختم کرے۔ تو اس باب میں ہم دکھائیں گے کہ حقانی علمائے اسلام (دیوبندی بریلوی) کا آپس میں کیا تعلق تھا۔

حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی۔

حضرت پیر صاحب کا جو رتبہ علماء و مشائخ ملک میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، آپ بیک وقت عظیم پیرِ طریقت بھی تھے اور جید عالم و فاضل بھی حضرات علمائے دیوبند سے آپ کے عمدہ مراسم تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ موضع سالارگاہ۔ میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہاء الدین امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ ہوا تنازعہ نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی۔ اور دونوں طرف کے علما مقرر شدہ دن پر موضع سالارگاہ میں پہنچ گئے۔ مناظرہ سے پہلے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز

باسمہٖ سبحانہٗ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ضربِ شمشیر

بر فتنہ

پنج پیر

مؤلفہ

مولینا غریب اللہ صاحب ناظم دار العلوم مجددیہ

موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان



ناشر

مکتبہ مجددیہ مانکی ضلع مردان



میں سوال کا جو جواب ہے اُس پر دو اعتراض ختم ہوئے۔ اعتراضِ سوم یہ ہے کہ ملفوظاتِ مہریہ میں مردِ اُمّتی کے سیدہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا سوال تھا قاعدہ یہ ہے کہ یا جواز سے جواب دیا جاتا ہے یا عدمِ جواز سے اور ہر صورت میں ادلّہ اربعہ سے دلیل دی جاتی ہے۔ مگر مسئلۂ زیرِ بحث میں ایسا نہیں ہوا۔ نہ واضح جواب دیا گیا اور نہ کوئی دلیل۔ صرف اظہارِ ناراضگی کیا گیا اور دوسرا یہ فرمایا گیا کہ مولوی لوگ عجیب ہیں اِن کی اور اِن کی جُوتی کی توہین کرنے والے پر تو کُفر کا فتوای لگاتے ہیں؛ لیکن اہلِ بیت کی بے ادبی کی پرواہ نہیں کرتے، تو اس کا مطلب یہ ہُوا کہ اعلےٰ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولوی لوگ اہلِ بیت کے بے ادب پر بھی فتوای لگائیں۔

تکفیر کا فتوای حضورؒ کے مسلک کے خلاف ہے

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرتؒ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں۔ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے سوا اعلےٰ حضرتؒ نے کسی کی تکفیر نہیں کی۔ دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علماءِ حرمین الشریفین نے اُن گُستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی؛ لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ تو اہلِ بیت کی بے ادبی پر آپؒ مولویوں کو تکفیر کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے۔ یہ سب ناقلین کی چیرہ دستی ہے۔ یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ حدیث شریف کی کئی قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، خبرِ واحد اور حدیث ضعیف اور موضوع۔ اب اس پر اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہُوا جملہ قرآن کی طرح

اَلثَّوْرَۃُ الْھِنْدِیَّۃُ

باغیِ ہندوستان

مؤلف: مولانا محمد فضل حق خیرآبادی

(وفات: ۱۳۷۸ھ جزیرہ انڈمان)

۱۲۷۸ھ

مترجم: عبدالشاہد خاں شروانی

(وفات: ۱۳۰۴ھ علی گڑھ)

○ الممتاز پبلی کیشنز لاہور

کتاب : ــــــــــــ الثورة الهندیۃ (باغی ہندوستان)

تصنیف : ــــــــــــ علامہ محمد فضل حق خیرآبادی

ترجمہ و تقدیم : ــــــــــــ عبدالشاہد خان شروانی

مقدمہ اور اس کے متعلقات : ــــــــــــ " " " "

ابتدائیہ اور ضمیمہ : ــــــــــــ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

طبع چہارم : ــــــــــــ المجمع الاسلامی مبارکپور (انڈیا)

طبع پنجم : ــــــــــــ جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ نومبر ۱۹۹۷ء

ناشر : الممتاز پبلی کیشنز، لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

دواری صاحب کو سلام مع دعا۔

اے المتقی والمشتکی الی اللہ الذی بالخیر المعروف

ملفوظ ۱۰۱: جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ھ یوم چہارشنبہ بعد نماز عصر اقدس مسجد میں دو تین آدمی کسی بزرگ کی
ماں من ابدال کا کوئی معتقد تھا جس کی وجہ سے وہ حاضر ہوا اور حضور سے بحث کر رہا تھا اور یہ بات کہی
کہ رہا تھا کہ حضور مقبول بارگاہ الٰہی ہیں جو کچھ چاہیں اور جس وقت چاہیں خدا سے کرا سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا
ایسی بات کیوں کہو کہ یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث شریف بالکل صحیح نہیں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے مقبولوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ جس امر کی طرف دل سے متوجہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ کام
کر دیا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ جس وقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنے چچا ابو طالب کے واسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لاویں۔ اور حضور میں ایمان نہ لایا۔ جس سے صاف پایا
جاتا ہے کہ جب نبی کو کل اختیار نہیں تو ولی کو کس طرح ہو۔ یہ تب ہو کہ نعوذ باللہ خود باللہ کہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے کسی نبی یا ولی کو سب اختیار دے کر آپ معطل ہو بیٹھے۔ اور یہ بالکل برخلاف عقیدہ اسلام ہے۔ جو لوگ
نبی یا ولی کا وسیلہ ترک کر کے براہِ راست خدا کو ملنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی راہِ راست پر نہیں ہیں۔ کیونکہ
وہ اس خیال میں شیطان کے پیرو ہیں چنانچہ جب شیطان کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرے اور تعظیم حبیب
مقبول کی بجا لاوے۔ وہ کہنے لگا کہ خدا تو ہے اس کے درمیان کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا اسی وجہ سے مردود درگاہ
ایزدی ہو گیا۔ غرضیکہ بندہ بندہ ہے اور خدا خدا۔ مطلوب بنی آدم خدا کے ہاتھ میں ہے جس امر کو کرنا چاہے
اپنے کسی مقبول کا دل اس طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اگر نہ کرنا چاہے تو اس کے دل کو اس طرف توجہ ہی
نہیں دیتا۔ اسی واسطے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر اولیاء کی اولاد بے فیض رہ جاتی ہے اور فیض کوئی اور
نصیب والا لے کر چلا جاتا ہے۔

حد ادب ہے انبیاء کرام

بہرحال ہمیشہ اللہ تعالیٰ خود مختار ہے اور یہی ہوتا ہے
یقیناً دعائے اولیاء کرام میں برکت ہے انکی دعاء مقبول

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز
المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: محمد اکرام ایم اے

راقم نے حکومت کی دھاندلی سے تنگ آکر کراچی کے ایام نظربندی میں ۵۴ روز بھوک ہڑتال کی۔ اس دوران میں حالت خستہ سے خستہ ہوتی گئی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ صبح وشام کا معاملہ ہوگیا۔ کسی وقت بھی منادی آجانے کا احتمال تھا۔ ایوب خاں اور موسیٰ خاں راقم کو موت کی نیند سلادینا چاہتے تھے۔ پینتالیسویں روز حالت تشویشناک ہوگئی۔ مولانا تاج محمود مدیر "لولاک" نے اکابر کو اطلاع دی۔ ملک کے طول وعرض سے راقم کے نام تاروں کا تانتا بندھ گیا "بھوک ہڑتال چھوڑ دو"۔ اس روز دس بجے شب کے لگ بھگ حافظ عزیزالرحمٰن تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں لاہور سے مختلف راہ نماؤں کا پیغام آیا اور دین پور شریف سے حضرت مولانا عبدالہادی نے تار دیا ہے۔ ایک اور تار حضرت عبداللہ درخواستی کا ہے کہ بھوک ہڑتال چھوڑ دو۔ تمہاری زندگی ضروری ہے۔ راقم نے حافظ جی کو ٹال دیا کہ صبح سوچیں گے۔ وہ چلے گئے۔ راقم تین بجے سوگیا۔ اذان کے وقت خواب دیکھا کہ جنت الفردوس کی ایک رَوِش پر، سیدنا مہر علیشاہ قدس سرہٗ العزیز، علامہ انور شاہ

نوراللہ مرقدہٗ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کھڑے ہیں۔ راقم کے شانہ کو ان کے مقدس ہاتھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا:

"شورش گھبرانا نہیں۔ آخری فتح تمہاری ہے"۔

تقریظ جمیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ شریعت و طریقت کے امام علوم دینیہ کا بحر زخار اور مرشد طریقت تھے، انہوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت اور مسلک اولیاء کی تبلیغ فرمائی اور فرق باطلہ کا رد بھی فرمایا خصوصاً سیف چشتیائی اور شمس الہدایہ لکھ کر مرزائے قادیان کے جھوٹے دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ مرزائے قادیان نے یہ حماقت کی کہ حضرت پیر صاحب کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ آپ چیلنج قبول نہیں کریں گے اور مجھے پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل جائے گا کہ اگر سچے ہوتے تو میرے مقابلے پر آتے۔ حضرت نے چیلنج قبول کیا اور مقررہ تاریخ پر لاہور تشریف لے آئے، علماء کا جم غفیر بھی پہنچ گیا، مگر مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی اس طرح اس کے جھوٹے دعوائے نبوت کا راز طشت از بام ہو گیا

پیش نظر رسالہ میں محمد شباب القادری صاحب نے سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں اور ردِ مرزائیت میں آپ کے کام کا جائزہ بھی لیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مہر منیر اور آفتاب گولڑہ اور فتنۂ مرزائیت سے استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور علمی کام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۹ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
۱۷ مئی ۱۹۹۷ء

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

بسم الله الرحمن الرحيم

قبلہ عالم مجدد دین و ملت

واقف رموز معرفت حضرت علامہ سیدنا

پیر سید مہر علی شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شباب قادری صاحب کی علم دوستی
اور ادب پسندی قابلِ تعریف ہے
اللہ تعالیٰ ان کے ذوق اور جذبے ساتھ
رابطے کو قائم رکھے مجھ حقیر
پر کرم فرماتے ہیں

کان اللہ لہ
نصیر الدین نصیر
غفرلہ

۹۱ء

[illegible] آپ نے فوراً پانچ سو روپیہ مجلس احرار کے لئے ارسال کیا۔ اور یارانِ طریقت کو اس تحریک میں حصّہ [illegible] دیا۔ چنانچہ یارانِ طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا۔ اپنی خدمات [illegible] پیش کیں اور جلسے کر کے چندے کئے اور وہ رقمیں مجلس احرار کو ارسال کیں۔ یاروں میں سے بہت [illegible] گئے۔ خلفا میں سے مولوی امام الدین صاحب، پیر ولایت شاہ صاحب، منشی احمد دین [illegible] اللہ دتا صاحب کنجاہی بذاتِ خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے۔ [illegible] ہزار ہا روپیہ نقد اور ہزاروں روپیہ کی مالیت کے زیورات مجلس کے فنڈ میں ارسال [illegible] تو دوسروں کی طرح ان میں سے کسی نے معافی نہیں مانگی۔ یارانِ طریقت اور خلفا [illegible] قید و بند کی پوری مدت گزار کے رہا ہوئے۔ جب حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد [illegible] تو مجلس احرار کے زعما اظہارِ تشکر کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نے اس [illegible] سو روپیہ کا عطیہ مرحمت کیا۔

[illegible] کانفرنس لائل پور کے خطبہ صدارت کا ایک مختصر اقتباس پیش ہے آپکا ہے حضرت [illegible] علیہ نے اپنی ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ

[illegible] زمانے میں ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبۂ اسلامی مفقود نظر آتا تھا میں [illegible] زمانے میں بھی اپنے فرائض ادا کرتا رہا۔ حجاز ریلوے کے لئے چندے کی فہرست [illegible] ہندوستان میں سب سے پہلے مجھے یہ فخر حاصل ہوا کہ سلطان عبدالحمید خان غازی [illegible] کے دستخطِ خاص سے پانچ اسناد عطا ہوئیں۔ ارسال کردہ رقوم کے لئے مجھے [illegible] ہے۔ (علی گڑھ یونیورسٹی میں کئی لاکھ جمع کرایا) ۔ طرابلس فنڈ ۔ بلقان فنڈ۔ [illegible] اور دیگر مواقع پر میں نے کافی سے زیادہ چندہ جمع کیا۔ اور اپنے یارانِ طریقت [illegible] میں نے آج تک ساڑھے سترہ سو روپے اپنی جیب سے خلافت کے لئے [illegible] جو سرمایہ میرے یارانِ طریقت نے میرے کہنے سے جمع کر کے بھیجا [illegible] ہے۔ ....

[illegible] بات اور یاد آگئی۔ جب آغا خاں یونیورسٹی کے لئے جلسے کرتے پھرتے [illegible] انہوں نے امرتسر میں جلسہ منعقد کیا۔ میں اس جلسے کا صدر تھا۔ میاں محمد شفیع

[illegible] تھے ۔ انھوں نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "میں نے سُنا ہے اہلِ لاہور [illegible] آزار ہیں ۔ ایسا کیوں ہے" آپ نے فرمایا "مولوی صاحب ! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں" مولوی صاحب نے [illegible] تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد [illegible] ۔ یہی میرا عقیدہ ہے ۔ میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کرسکتا ہوں" حضرت قبلۂ عالم [illegible] کھڑے ہوگئے اور آپ نے علاّمہ صاحب کو گلے لگا لیا ۔ اور فرمایا آپ میرے بھائی [illegible] حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر فرمایا "علامہ شبیر احمد صاحب [illegible] ۔ خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ ہو ۔ میرے سامنے انھوں نے اپنے [illegible] وضاحت کردی ہے" مولوی صاحب حضرت کے اخلاقِ کریمانہ سے [illegible] ۔

[illegible] کے بلند روحانی مدارج

دربارِ خداوندی اور سرکارِ نبوی ؐ میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو کیا بلند رتبہ حاصل [illegible] کیا علم ہوسکتا ہے ۔ یہ البتہ ہم جانتے ہیں کہ دین کی خدمت اور سنّتِ نبوی ؐ [illegible] نے والوں کے لئے مدارج بلند کے وعدے کئے گئے ہیں ۔ اور محبتِ الٰہی [illegible] سرشار رہنے والوں کا رتبہ اعلےٰ وارفع بتایا گیا ہے ۔ حضرت قبلۂ عالم [illegible] ساری عمر تبلیغ وارشاد اور خدمتِ دین وملّت میں صرف ہوئی ۔ اس کا [illegible] یقیناً بارگاہِ ربّ العزّت سے عطا ہوا اور آپ ان مراتبِ بلند اور [illegible] اور آپ کو اخص الخواص کا سب سے اعلےٰ مقام مرحمت ہوا ۔

[illegible] درجہ پانا

حضرت قبلۂ عالم کے وصال کے بعد مولوی عبدالرشید کو جو عرصہ دراز تک علی پور سیداں کے مدرسے میں مدرس [illegible] کی زیارت ہوئی انھوں نے دیکھا کہ آپ نہایت شاندار لباس زیب [illegible] آپ نے مولوی سے فرمایا "مولوی ! میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں ۔ [illegible] ہوتے ہیں ۔ چھتیسویں درجے کا خلعت مجھے آج عطا ہوا ہے" اس

سے ملنے شیخ بڈھا کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ایک حجرہ میں بیٹھے
بنا سبق یاد کر رہے ہیں۔ مٹی کے لوٹے کے اوپر روٹی رکھی ہے۔ روٹی کا لقمہ توڑ کر نمک
مرچ لگا کر مُنہ میں رکھ لیتے ہیں۔ اور مطالعہ جاری ہے۔ تھوڑی دیر باہر کھڑے ہم یہ شغل
دیکھتے رہے۔ اور خوش ہوئے کہ ایسی محنت ہو تبھی اعلیٰ پڑھائی ہو سکتی ہے۔ اچانک صاحبزادہ
صاحب کی نظر ہم پر پڑی تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ محبت اور عزت سے پیش آئے۔ کھانے
کی تواضع کی۔ مگر ہم کھانا کھا کے ان کے پاس گئے تھے۔ اس لئے معذرت کر دی۔ اور کہا کہ ہم
صرف آپ سے ملنے اور آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے"۔

سفرِ دہلی

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درسِ نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سراج الملت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب دستار نہیں رہی تو اُنھوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اُتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور آپ کے لئے دُعا کی۔ (یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے)

ایک دفعہ مولوی محمد عالم صاحب خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت کی ہم رکابی میں جا رہے تھے۔ آپ بازار سے گزرتے ہوئے ایک دوکان کے سامنے رُک گئے۔ تو مولوی صاحب نے رُکنے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے



سوانحِ حیات

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین غوثِ زمان مجددِ دوران ابوالعرب سنوسیِ ہند امیرِ ملت قبلۂ عالم

اعلیٰحضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

موسوم بہ اسمِ تاریخی

سیرتِ امیرِ ملت رح

٩١ ہجری ١٣



مصنفہ

حضرت جوہرِ ملت جناب الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی

(نبیرہ حضرت امیرِ ملت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ)

ترتیب و تسوید

از پروفیسر محمد طاہر فاروقی ایم۔اے (فارسی و اُردو) دکتورِ ادب (جامعہ)

سابق پروفیسر و صدر شعبہ اُردو پشاور یونیورسٹی، پشاور

حضرت کو بیٹھنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب، حضرت کے سامنے مؤدبانہ طور سے دوزانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین و ارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے دارالعلوم کے لیے دو سو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور تمام عالمِ اسلام کی کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرینِ دیوبند عام طور سے صاحبِ نسبت تھے۔ چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحبِ ارشاد تھے پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ، اخوت و مودّت فی مابین استوار تھا۔

یا اللہ، یا محمدؐ کا جھگڑا

برِصغیر کے مسلم سوادِ اعظم ——— یعنی اہلسنّت و جماعت کے اکابرین میں جب مذہب کے بنیادی امور پر جھگڑا پیدا نہ کیا جا سکا تو بعد میں رفتہ رفتہ، غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے فروعی اختلافات بڑھا چڑھا کر اٹھائے جانے لگے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نعتیہ قصیدے میں کسی مقام پر یا محمدؐ کا استعمال ملتا ہے۔ ادھر سیال شریف کے روضے میں اللہ، محمّد کا طغریٰ بغیر لفظِ "یا" کے لکھا ہوا تا حال موجود ہے۔ پھر ذرا نسبتاً کھلے سماج میں دیکھیں تو بسوں، ٹرکوں،

سوادِ اعظم

تالیف



سلسلۂ مطبوعات نمبر ۴

ناشر ——— اسلامک بک فاؤنڈیشن - لاہور
طابع ——— مکتبہ جدید پریس لاہور
خطاطی ——— محمد عبدالرحمٰن سعیدی سعدی
تقسیم کار ——— المعارف گنج بخش روڈ - لاہور
سال اشاعت ——— ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء
تعداد ——— ایک ہزار
قیمت ——— [illegible] روپے
مجلد [illegible] روپے



بسعی و اہتمام

محمد ارشد قریشی

ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم سیاسیہ)
اعزازی ڈائریکٹر : اسلامک بک فاؤنڈیشن
۲۴۴-این سمن آباد - لاہور ○ فون [illegible]

واحد تقسیم کار: "المعارف" گنج بخش روڈ، لاہور

عظم الکرب ولی فیک رجاء فیه یا ربّ فرّج کربی

(مقالات وفیہ)

"یارسول اللہ! ﷺ میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جودوکرم ہے۔ یا نبی اللہ ﷺ یا سید الانبیاء ﷺ۔ آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ وغم بڑا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور ﷺ کے طفیل سے میرا غم دور کردے"۔ (مقالات وفیہ)

● حضرت حافظ شاہ محمد امداد اللہ رحمہ اللہ دربار نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہازامت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ

(رسالہ دردنامہ غمناک)

● مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ قضائے مبرم ومشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت جہاں کا تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس رضی اللہ عنہ کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں 18ھ میں جسے عام الرمادۃ کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا۔

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطّاب رضی اللّٰہ عنه

بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں۔ وُہ حی و قیوم چاہے تو اُنھیں اِن شُبہات اَور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلك على الله بعزيز۔

اِس باہمی اَور داخلی اِنتشار کا سبب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے اُنھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اَور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت اَور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند اُمور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے اِس لیے ایک دُوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملتِ اِسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو اِن خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ اِن رِستے ہُوئے ناسُوروں کو مُندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اَور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ اِن ناسُوروں کو اَور اذیت ناک اَور تکلیف دِہ بناتے رہیں۔

میں نے پُورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہُوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دُوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بینات، احادیثِ صحیحہ یا اُمت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وُہ اُٹھ جائیں اَور حقیقت آشکارا ہو جائے بفضلہٖ تعالیٰ اِس طرح بہت سے اِلزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اَور اُن لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک حصہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اَور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خُدا وندِ کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اَور دلوں کو حسد اَور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وهو على كل شيء قدير۔

فرقانِ حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اِس کے اپنے مجازات استعارات اَور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اَور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اَور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وُسعت پیدا کر دی ہے کہ دُنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اِس کتابِ مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں اِس کے اَدب اَور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لُطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہُوئی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمہ فن کے مُستند اقوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضیاء القرآن

محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

اس قدر مفارقت اور مسافت واقع ہوگئی ہے کہ مرید کے لیے پیر کی خدمت میں حاضر ہونا مشکل ہے تو وہ پیر سے جدا ہوا ہوا شخص کسی دوسرے شیخ کامل مکمل کی خدمت میں حاضر ہوکر اسرار توحید اور حقائق و معارف کی تعلیم و تربیت حاصل کر کے سلوک کے تمام مراتب طے کر چکا ہے اور خرقۂ خلافت حاصل کر چکا ہے تو یہ دوسرا شیخ اس کے آدمی کا مرشد کہلائے گا۔ کیونکہ لفظ مرشد مشتق ہے ارشاد سے۔ جس کے معنی ہیں راہ دکھانا چونکہ اس آدمی نے اس شیخ کی امداد اور عنایت سے ہدایت و معرفت حاصل کی ہے لہذا یہ شیخ اس کے مرشد ہیں اور وہ شیخ جن سے اس نے پہلے بیعت کی تھی اس کے پیر کہلائیں گے۔ پیر اور مرشد میں فرق اسی وجہ سے ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے سلوک کے تمام مدارج اس شیخ کے ہاں طے کیے ہیں جن سے وہ شروع میں بیعت ہوا تھا اور خرقۂ خلافت بھی ان سے حاصل کیا ہے تو اس کے پیر اور مرشد وہی ایک شیخ ہوں گے۔ یہ بات صرف جاہلوں میں مشہور ہوگئی ہے۔ ضرور بالضرور ایک پیر لینا چاہیئے اور ایک مرشد۔ خواہ پہلا پیر موجود کیوں نہ ہو۔ دوسرا مرشد ضرور لینا چاہیئے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے

اس کے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ قبلہ کیا عرب میں بھی تمام سلاسل موجود ہیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عرب میں سب سے زیادہ غالب اور جاری سلسلہ شاذلیہ ہے جس کی ابتدا حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ سے ہوئی۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر مغربیہ ہے۔ جس کے بانی حضرت شیخ ابومدین مغربی قدس سرہٗ ہیں۔ سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ بھی عرب شریف میں پائے جاتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

اس کے بعد فرمایا کہ عربستان میں سلسلۂ چشتیہ زیادہ تر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی بدولت پھیلا ہے جو چشتی صابری ہیں۔ آپ کا اصلی وطن ہندوستان میں مقام پانی پت ہے۔ لیکن انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں کہ جائے امن و حصن حصین ہے، قیام پذیر ہوگئے۔ ان کے ساتھ مولوی رحمت اللہ بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے اور اب

اشاراتِ فریدی

مقابیس المجالس

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب

مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

۲- بروز عیدین اپنج شنبہ وغیرہ میں فاتحہ مروسومہ ہاتھ اٹھا کر برائے ایصال ثواب بدعات ناپسندیدہ شرعیہ ہیں۔
۳- مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ۔
۴- مسئلہ امکان نظیر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔
۵- تمام بنی آدم کا بشریت میں آپ کے برابر ہونا۔
۶- آپ کا علم شیطان کے علم سے کم ہے[1]

اس تاریخی مناظرہ میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کو حکم مناظرہ مقرر کیا گیا اور فریقین کے متعدد علماء نے شرکت فرمائی۔ نتیجۃً مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی شکست تسلیم کر لی اور انہیں ریاست بہاولپور چھوڑنا پڑی۔ چونکہ اس معرکۃ الآراء مناظرہ کو اعتقادی دنیا میں ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ بدیں وجہ ہم اس کی روئداد کا اقتباس "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" سے ہی بلفظہٖ نقل کرتے ہیں۔

رمضان المبارک میں حسب الطلب ریاست بہاولپور کے فقیر مناظرہ کے لیے وارد بہاولپور ہوا اور خلیل احمد صاحب جو رخصت پر تھے بھی ہم مشرب علماء لے کر عشرۂ آخر رمضان المبارک میں وارد بہاولپور ہوئے جن کے نام یہ ہیں:
۱- مولوی محمود حسن مدرس مدرسہ دیوبند۔
۲- مولوی صدیق احمد مقیم ریاست مالیر کوٹلہ۔
۳- مولوی محمد مراد۔
۴- مولوی عبدالحق متوطن پورقاضی۔
۵- مولوی جمعیت علی مدرس فارسی بہاولپور۔

علمائے اہل سنت سے مندرجہ ذیل علمائے کرام تشریف لائے تھے:

---

[1] تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ۔

۱۔ مولوی سلطان محمود تلیری والے۔

۲۔ مولوی عبدالرشید مدرس مدرسہ حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ مولوی عمر بخش صاحب مرحوم۔

۴۔ مولوی غلام نبی مرحوم۔

۵۔ مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم۔

رمضان المبارک میں شدتِ گرما کے سبب سے انعقاد مجلس مناظرہ بعد عید سعید قرار پایا۔ پس ۲۔ شوال کو حضرت صاحب کے قیام فرودگاہ پر اراکین ریاست بہاولپور، جمیع علماء و شرفاء جمع ہوئے تو فقیر راقم الحروف نے محض تائید دین متین کی غرض سے چند اعتراضات مسائل براہین قاطعہ پر عرض کیے اور اول سے آخر تک پڑھ سنائے۔[۱]

مناظرہ کے اختتام پر اہل سنت و جماعت کو فتح ہوئی اور شیخ الشیوخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حَکَم مناظرہ نے فیصلہ لکھا۔

"مولف براہین (مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی) مع اپنے معاونین کے وہابی ہیں اور اہل سنت سے خارج ہیں۔"

اس مناظرہ کی تفصیلی روداد "تقدیس الوکیل" میں قلم بند کی گئی مگر یوپی کے بعض علمائے دیوبند نے اسے جانب دار قرار دے کر فیصلہ سے انحراف کر لیا۔

حضرت مصنف ۱۳۰۷ھ جمادی الاخری میں بعزم حج بیت اللہ شریف وارد بمبئی ہوئے اور جہاز پر سوار ہوتے ہی مناظرہ کی کارروائی کو عربی میں لکھنا شروع کر دیا۔ حجاز مقدس پہنچ کر علمائے حرمین الشریفین کے سامنے پیش کر دیا اور فتویٰ حاصل کر کے کتاب کی تائید و تصدیق حاصل کی۔ جن علمائے حجاز نے آپ کی اس مشہور کتاب کی تائید فرمائی ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ مولانا مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

---

[۱] تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل۔ مولانا غلام دستگیر قصوری۔

تذکرہ

علماء اہلسنت وجماعت لاہور

ترتیب و تدوین

پیرزادہ محمد اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

یا اللہ

یارسول اللہ

مَنْ غَیظًا اَے عَدُوِّ عبدُالقادرؒ (فاضل بریلوی)

کتابِ لاجواب

مُسَمّٰی بہ

لطمۃ الغیب
علٰی
ازالۃ الرّیب

دربیانِ ایں کہ

کعب بن اشرف قرظی سے
مولوی اشرف سیالوی تقریظی چار قدم آگے ہیں

از رشحاتِ قلم، فاضلِ حقیقت رقم، شہریارِ اقلیمِ قرطاس وقلم

علاّمہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

ناشر: مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد، پاکستان

میں آپ کا یہ منصب عالی تسلیم کرتے ہوئے اپنی گردنیں جھکا ئیں تھیں۔ بقول راقم الحروف۔

جو کہا تو نے وہ مامور من اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

اعلانِ قدمی ھذہ کو من امر اللہ تسلیم کرنے والی مشہور زمانہ شخصیات

بہ طور مشتے از خروارے ہم یہاں بالاختصار صرف اُن بزرگوں کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے اِس اعلان کو بامرِ الٰہی سمجھا اور غوث پاکؒ کو اس اعلان کے لئے مامور من اللہ تسلیم کیا۔

1. حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
2. حضرت شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ
3. حضرت شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ
4. حضرت سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ
5. حضرت شیخ القاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ
6. حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ
7. حضرت شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ
8. حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ
9. حضرت علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
10. حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ
11. حضرت امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ
12. شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
13. شیخ ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ
14. شیخ عبدالرحیم القناوی رحمۃ اللہ علیہ
15. حضرت شیخ محمد بن یحییٰ التاذفی رحمۃ اللہ علیہ
16. حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
17. حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
18. حضرت مولٰنا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
19. حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف

مؤخر الذکر بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ حق ترجمان سے

آگے نکل گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم قرآنِ مجید کی اُن آیات کو جو بُتوں کے بارے نازل ہوئیں بزرگانِ دین پر منطبق کرنے کی جسارت سے محفوظ ہیں۔ البتہ جو آیات ردِّ شرک میں آئیں اُن کو مشرکین کے خلاف ضرور استعمال کرتے ہیں چاہے وہ مشرکینِ عرب ہوں یا دورِ حاضر کے مُبتلایانِ شرک۔ لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ مسئلہ استعانت میں ہم ایاکَ نستعین پر سختی سے عمل پیرا ہیں اور ہم استعانت ذاتِ باری تعالیٰ ہی سے کرتے ہیں اس کی پوری تفصیل ہماری کتاب ''اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔)*

جہاں تک اسماعیل دہلوی سے میری سبقت کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ میں نے آج تک کبھی تحریراً تقریراً اسماعیل دہلوی صاحب کی تعریف میں کوئی ایک لفظ نہیں کہا اور نہ اُنہیں اس قابل سمجھا کہ میں اُن کا ذکر کروں۔ البتہ وابستگان سلسلۂ چشتیہ کے نزدیک بالعموم اور بصیر پوری و سیالوی صاحب کے نزدیک بالخصوص مُستند و حجت کتاب مقابیس المجالس کا مندرجہ ذیل اقتباس مطالعہ کر لیں وہ آپ کے لئے سُود مند رہے گا۔ ''شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید جو حضرت شاہ عبدالعزیز کے مرید وخلیفہ حضرت سیّد احمد شہید کے مرید وخلیفہ ہیں نے بھی اپنی کتاب عبقات میں شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ اور حضرت مجدد الف ثانی کے نظریۂ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تطبیق ثابت کی ہے'' ...... ''آگے چل کر شاہ اسماعیل شہید مختلف بزرگوں کے اقوال نقل کرتے ہیں[1]''

قبلہ سیالوی صاحب آپ کی ذہنیت پر آفرین ہو کہ سرتاجِ اولیاء کو ایک فاسق و فاجر دوزخی سے تشبیہ دے کر بھی آج تک آپ چند فاتر العقل اور نام نہاد اہلِ سنّت کا سرمایہ بھی ہیں

[1]: مقدمہ مقابیس المجالس ' ص 228,227

فوت ہو گئے ہیں لیکن حاجی امداد اللہ صاحب جو بہت کامل بزرگ ہیں زندہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ دیوبند، دہلی، سہارنپور اور گنگوہ کے اکثر جید علماء حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی حاجی صاحب کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہمؒ ۔[1] (حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کا مقام پیدائش ممکن ہے بقول حضرت خواجہ علیہ رحمۃ پانی پت ہو۔ لیکن بعد میں آپ تھانہ بھون میں رہتے تھے جو سہارنپور کے قریب ہے۔ پہلے آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ وصال شیخ کے بعد آپ حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر مرید ہونے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہو گئے۔ اگرچہ دار العلوم دیوبند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دار العلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کے حکم پر جاری ہوا۔ ہندوستان سے ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں آپ نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند فرمایا اور فوج تیار کر کے ان کے خلاف لڑتے رہے اور کئی ایک مقامات پر فتح بھی حاصل کی۔ ان تمام معرکوں میں سے شاملی کی جنگ زیادہ مشہور ہے جہاں آپ کی فوج نے انگریزی فوج پر فتح حاصل کی تھی۔ لیکن جب بالآخر انگریز غالب آ گئے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ ۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسمؒ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ لیکن مولانا رشید احمد صاحبؒ گرفتار ہو گئے تھے اور کافی عرصہ جیل نے

1۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہم علمائے دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات ان کو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

اشاراتِ فریدی

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب
مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ



تحقیق و ترجمہ
مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

"مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی"

اِس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس مفتی محمد شفیع مرحوم کا اُصولِ تکفیر کے حوالہ سے اِس کی تحسین کرنا ہے، اِس عجیبہء زمان بے احتیاطی و ناسُلمی کو اَحوط و اسلم کہہ کر اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ الٰہیات کے حوالہ سے جب ہمارے دینی مدارس کے ساتھ تو وابستہ اکابر کی بے اعتدالیوں، بے احتیاطیوں اور معکوس عملیوں کا یہ عالم ہے تو پھر اصاغر کا خدا ہی حافظ۔ سچ کہا گیا ہے؛

ہمیں اکابر و ہمیں رہنما

عمل اصاغر معکوس شدہ

اکفار الملحدین سے لے کر مفتی محمد شفیع کی "وصول الافکار الی اصول الاکفار" تک اِس موضوع میں لکھی گئی مذکورہ تصنیفات سے ملنے والی افسردگیوں سے برعکس جن سینکڑوں تصنیفات سے اِس کتاب کی تدوین میں ہم نے رہنمائی لی اُن میں قرآن وسنت کے بعد حضرت ابن ہمام کی مسامرہ، امام احمد رضا خان کی تمہید ایمان اور فتاویٰ رضویہ، میر سید السند کی شرح مواقف، امام سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد و شرح مقاصد اور حافظ ابن تیمیہ کی فتاویٰ کبریٰ اور کتاب الایمان، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرفہرست ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کرتے ہیں کہ ہماری یہ کاوش جملہ مکاتب فکر اہل اسلام کیلئے بالعموم اور دار الافتاء کے ذمہ داروں کیلئے بالخصوص اُصولِ تکفیر کے طور پر کامل رہنما ثابت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء و النسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔(**الا من وفقہ اللہ عزوجل**)

﴿افسوس بالائے افسوس﴾

اُصول تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام "تکفیر کے اُصول" میں اپنے پیر کی ایک ایسی بات کی تصدیق وتوثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل ونقل سے بھی متصادم ہے۔ محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم ونگرانی میں شائع ہوا ہے۔ اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے "تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ، جلد سادس" کا عنوان دیکر اُس کے تحت لکھا ہے؛

"یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کیلئے اَحوط واَسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔ جس کو

اصولِ تکفیر

تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر



تصنیف

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر محمد چشتی مدظلہ

نظامیہ کتاب گھر لاہور

ان دنوں بابو جی قدس سرہٗ نے راقم کے بچوں کو اپنی شفقتوں میں شریک کیا۔ اقرکی اہلیہ نے آپ سے عرض کیا۔ حضور رحمت العالمینؐ کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم شریک حال ہے۔ کوئی تردد نہیں نہ کسی چیز کی احتیاج ہے۔ صرف اپنی دعاؤں میں شریک کر لیں۔ ہماری واحد ضرورت یہی ہے"۔ فرمایا۔ "مجھے تو اعلیٰحضرتؒ کا حکم ہے۔ میں ان کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہوں۔ بفضل تعالیٰ شورش ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اعلیٰحضرت کی اس پر نگاہ ہے۔"

بابو جی نے ۱۹۶۸ء سے لے کر اپنے وصال ۱۹۷۴ء تک ہمارے معاندانہ اعراض و انکار کے باوجود اپنا لطف جاری رکھا۔ فرماتے "شورش ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہم اس کے دعاگو ہیں۔"

راقم نے حکومت کی دھاندلی سے تنگ آ کر کراچی کے ایام نظربندی میں ۴۴ روز بھوک ہڑتال کی۔ اس دوران میں حالت خستہ سے خستہ ہوتی گئی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ صبح و شام کا معاملہ ہو گیا۔ کسی وقت بھی سانحہ آ جانے کا احتمال تھا۔ ایوب خاں اور موسیٰ خاں راقم کو موت کی نیند سلا دینا چاہتے تھے۔ بیالیسویں روز حالت تشویشناک ہو گئی۔ مولانا تاج محمود مدیر "لولاک" نے اکابر کو اطلاع دی۔ ملک کے طول و عرض سے راقم کے نام تاروں کا تانتا بندھ گیا "بھوک ہڑتال چھوڑ دو"۔ اس روز دس بجے شب کے لگ بھگ حافظ عزیز الرحمٰن تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں لاہور سے مختلف راہنماؤں کا پیغام آیا اور دین پور شریف سے حضرت مولانا عبد الہادیؒ نے تار دیا ہے۔ ایک اور تار حضرت عبد اللہ درخواستی کا ہے کہ بھوک ہڑتال چھوڑ دو۔ تمہاری زندگی ضروری ہے۔ راقم نے حافظ جی کو ٹال دیا کہ صبح سوچیں گے۔ وہ چلے گئے۔ راقم تین بجے سو گیا۔ اذان کے وقت خواب دیکھا کہ جنت الفردوس کی ایک روش پر، سید ناصر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز، علامہ انور شاہ

نور اللہ مرقدہٗ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کھڑے ہیں۔ راقم کے شانہ کو ان کے مقدس ہاتھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا:

"شورش! گھبراؤ نہیں۔ آخری فتح تمہاری ہے۔"

جب دن چڑھے راقم کو جگایا گیا تو پائنتی کی طرف پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد، کمشنر کراچی اور سپرنٹنڈنٹ جیل کھڑے تھے۔ تینوں آپس میں کانا پھوسی کر کے چلے گئے۔ راقم ایک جاں بلب مریض کی طرح تھا۔ ایکا ایکی دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد گورنر موسیٰ سے مل کر لوٹے جھنجھوڑ کے جگایا۔ کہنے لگے... "مبارک ہو، آپ کو حکومت نے رہا کر دیا۔ پولیس چلی گئی۔ اب آپ آزاد ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے انجکشن لگانا شروع کئے اور رات کے آغاز تک انجکشن دیتے رہے۔ اس کے بعد راقم نے ۱۹۶۸ء سے سانحہ ربوہ تک تن تنہا قادیانی امت کا سیاسی محاسبہ جاری رکھا۔ بابو جی قدس سرہٗ نے راقم کو صبح شام کی دعاؤں میں شریک کر لیا۔ آپؒ کے روحانی تصرفات کا فیضان تھا کہ راقم کا قلب مضبوط ہوتا گیا۔ پھر جب جون ۱۹۷۴ء سے تحریک کا فیصلہ کن دور شروع ہوا، تو حضرت بابو جی نور اللہ مرقدہٗ مرض الموت کے نرغہ میں تھے۔ لیکن آپ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا۔ آپؒ کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ راقم نے وصال سے چند دن پہلے نیاز حاصل کیا، تو فرمایا۔

"جدوجہد کئے جاؤ۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" پھر خاموش ہو گئے۔ چہرہ مبارک دمک رہا تھا۔ فرمایا ——— "آپ سرخرو ہو کے رہے گا۔ نصرت آ چکی ہے۔ میں اعلیٰحضرتؒ کے پاس جا رہا ہوں۔ اُن سے عرض کروں گا۔ آپ نے جس پودے کی آبیاری کی تھی، وہ پھل لے آیا ہے۔"

●

نے سرکار کی خواہش و اصرار کے باوجود گواہی دینے سے انکار کر دیا اور مل شاہ سے کہا، آپ اسے قید کرانا چاہتے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پہلی بیعت پیر صاحب قبلہ ہی کے دست مبارک پر کی۔ اور اپنے لیے سحر بیانی کی خواہش و استدعا کی۔ پیر صاحب قبلہ نے آپ کو ایک ورد بتایا، جو آپ ہر تقریر سے پہلے زیر لب پڑھتے تھے۔ پھر تقریر شروع کرتے اور مجمع ان کی مٹھی میں ہوتا۔

علامہ اقبالؒ نے قادیانی مسئلہ پر علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہٗ کے علاوہ حضرت پیر صاحب قدس سرہٗ کو بعض مسائل سے آشنائی کے لیے خطوط لکھے۔ قادیانی میرزا صاحب کی نبوت کے لیے جن علماء اُمّت کے ملفوظات کا سہارا لیتے ان میں محی الدین ابن عربی سرفہرست تھے۔ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ: ایک مسلمان ولی کے لیے بھی روحانی ارتقار کے دوران میں ایسے تجربات ممکن ہیں جنہیں صرف شعور نبوت سے مختص مانا جاتا ہے۔ لیکن "فتوحات مکیہ" میں کئی مقامات پر شیخ محی الدین ابن عربی نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص پر نبی یا رسول کا اطلاق ممکن ہی نہیں ملاحظہ ہو سیف چشتیائی صفحہ ۲۲۹۔ لیکن مرزا صاحب تحریف کے عادی تھے جس کی تحریف سے قرآن و حدیث نہ بچ سکے۔ اس کے سامنے فتوحات مکیہ کیا چیز تھی۔ پیر صاحب ابن عربی کے فلسفہ پر کامل نگاہ رکھتے اور اس سلسلہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کی متذکرہ اُپج کے بارے میں آپ سے استفادہ کے بعد اپنے بیان میں اس کی کاٹ کی۔ غرض پیر صاحب نے وصال فرمایا تو اس وقت تک مسلمانوں نے قادیانیوں کو عملاً الگ کر دیا تھا اور مختلف محاذوں پر تحریک ختم نبوت کے سرخیل مولانا ظفر علی خاں، سید عطاء اللہ

شاہ بخاری اور علامہ اقبال تھے۔ ہر سہ کو حضرت پیر مہر علیشاہ صاحبؒ سے بالواسطہ و بلاواسطہ فیض پہنچا تھا۔ حضرت پیر صاحبؒ نے میرزا غلام احمد کو پچھاڑا۔ ان ہر سہ اکابر نے اس کے بیٹے میرزا بشیر الدین کو اس طرح پٹخا کہ قادیانی اُمّت مذھباً جاں بلب ہو گئی۔

سیدنا مہر علیشاہ قدس سرہٗ العزیز کے بعد آپ کے فرزند سید غلام محی الدین شاہ جانشین ہوئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت کے علاوہ اپنے یگانۂ عصر والد قدس سرہٗ کی نگاہ سے فیض حاصل کیا اور ایقان و عرفان کی مقصود منزلیں طے کی تھیں۔ آپ کو اعلیٰ حضرت نے بابوجی کہہ کر مخاطب کیا تو خانوادۂ طریقت میں اسی لقب سے معروف ہو گئے۔ راقم کو آپ سے سولہ برس نیاز رہا۔ آپ نے ۱۹۵۹ء میں حرمین شریفین سے واپسی پر راقم کے غریب خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کیا۔ اس دن سے آپ کے وصال جون ۱۹۷۴ء تک اخفر کو آپ سے قربت کا شرف حاصل رہا۔ ہر چیز قربت سے کشش کھو دیتی ہے۔ لیکن آپ کا وجود فی الواقع معرفت حق کا خزینہ تھا۔ آپ سے قرب احادیث پیدا کرتا اور محسوس ہوتا کہ اللہ کی زمین پر معجزۂ الٰہی ہیں۔ آپ بلاشبہ ایک ولی اللہ اور جود و سخا کے انسان تھے۔ آپ کے وجود میں وہ تمام اوصاف متجلی نظر آتے جو قرنِ اولیٰ میں صحبت یافتگان رسالت کی خصوصیت تھے۔ آپ علائق دنیا سے اس حد تک بے نیاز تھے کہ آپ کو معلوم ہی نہ تھا، دنیا کیا ہے اور اس کے شب و روز کیا ہیں؟

فیلڈ مارشل ایوب خان نے اقتدار سنبھالا اور دارالحکومت راولپنڈی لے گئے تو آپ سے رابطہ پیدا کرنا چاہا۔ اپنا سیکرٹری بھیج کر آپ کو یاد کیا۔ راقم بھی وہیں تھا صدر ایوب کی سیکرٹری نے اخلاص کا اظہار کیا اور پیغام دیا کہ صدر آپ سے ملنے کے متمنی ہیں اور مجھے اسی غرض سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تفصیلات

منکر حدیث ہے کیونکہ یہ ثابت ہونے کے باوجود کہ یہ حدیث شریف ہے اس کو اس نے اعلیٰحضرت کا عقیدہ قرار دیا ہے گویا اس حدیث پر اس کا ایمان نہیں۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتائے دیتے ہیں کہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے بھی اس حدیث شریف کو نشر الطیب ص۶ پر نقل کیا ہے کتاب کھول کر دیکھ لیں اور بتائیں کہ ایمان لائے یا ابھی منکر حدیث ہی ہیں ؟

باقی رہا یہ کہنا کہ مولوی غلام جہانیاں کا یہ عقیدہ کہ "حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھنے سے تمام ایمان والے کافر ہوگئے اور کسی کو اس کی خبر نہیں" تو ملاں یوسف نے یہ عبارت "فوائد فریدیہ" کا اردو ترجمہ مسمیٰ بہ "فیوضات فریدیہ" ص۸ سے نقل کی ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اپنے [illegible] ۲۰ اور [illegible] کے مکتوبات میں تحریری وعدہ کے باوجود ابھی تک "فوائد فریدیہ" کا ترجمہ "فیوضات فریدیہ" ہمیں نہ قیمتاً مہیا کیا نہ عاریتاً ان کی اس غفلت ولاپرواہی کا ہمیں بہت ہی افسوس اور صدمہ ہے اگر وہ مذکورہ کتاب ارسال کر دیتے تو ملاں جوزف کی بے ایمانیوں کی نقاب کشائی کرنے میں ہمیں آسانی ہوتی۔ بہر حال اتنا ضرور ہے کہ مصنف نے جس "فوائد فریدیہ" کا نامکمل وغیر مکمل حوالہ دیا ہے وہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اس کا ترجمہ اپنے ایک عزیز کے ذمہ لگایا اور انہوں نے یہ ترجمہ مولانا غلام جہاں صاحب کے نام سے شائع کرا دیا۔ اب جبکہ یہ ثابت اور مسلم ہے کہ فوائد فریدیہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید کو خود مصنف "سیف شیطانی" نے ص۹ و دیگر متعدد صفحات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر دلی کامل تسلیم کیا ہے۔ مولوی غلام جہانیاں صاحب یا اُن کے عزیز تو مترجم ہیں۔ بتایئے مولوی جوزف کی خرافات کی زد میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ آتے ہیں یا نہیں ؟

اسی طرح ص۱۱ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب کا ایک ایسا فتویٰ نقل کیا گیا ہے

یا اللہ جلّ جلالہٗ ۷۸۶/۹۲ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے اعدا میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

نام نہاد مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی کے ابلیسی افترات
و شیطانی خرافات کا مدلل و مسکت جواب

برق آسمانی
بر
فتنۂ شیطانی

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش اور دعوت غور و فکر

فاتح نجدیت
(قاطع دیوبندیت) مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

البرھان پبلیکیشنز لاہور

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ عالم مجدد دین و ملت

واقف رموز معرفت حضرت علامہ سیدنا

پیر سید مہر علی شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ



بریلوی مولوی کا شیخ الہند مولانا محمود حسن رح کی عظمت کا زبردست اقرار



غلام محمود پیلانوی نے عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے تذکرہ اکابر اہلسنت میں اپنے اکابر میں شمار کیا ہے وہ جب مولانا محمود حسن دیوبندی رح کا ذکر کرتے ہیں تو انہیں رئیس المحدثین تاج المفسرین امام العلوم استاذ الرسوم وغیرہ جیسے عظیم المرتبت القابات سے نوازتے ہیں (تحفہ سلیمانی، ص 115 حاشیہ پر تکملہ عبدالغفور)



اس حوالے کے بعد ان بریلویوں کو ڈوب مر جانا چاہئے جو اکابر علماء دیوبند کی عظمت کے منکر ہیں

یہ اہم اور نایاب حوالہ فراہم کرنے کیلئے استاد محترم حضرت مولانا ساجد خان صاحب حفظہ اللہ کا خصوصی شکریہ

www.FB/AllamSajidKhanNagshbandi

اور حال یہ ہو کہ ع چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی ٭ فزون گرددش کبر و گردن کشی ٭ مخدوم سعدی علیہ الرحمہ
تجربہ کرکے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون
ہوگیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوس کلام ادب احترام کا نام
دشنام رکھا اور یہ بھی سبب ہو کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہو کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ فاسد ہو اور یہین
نہ کہو کہ فاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہوا اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہو کہ تمہارے اس قول سے تفسیق
ابرار ہوگی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکھا
اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکھہ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہ
تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہو کہ کوئی
نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکہکر کہا کہ اے کمبخت تھوہو مسجد اور یہہ
کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تھوکتا ہو اور میری نسبت خلاف تہذیب
الفاظ بولتا ہو اگر بکار خود مشغول نہوتا تو تجہکو بتاتا مسجد مین حرام کاری لغو ذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک
ادب اور تہذیب مین داخل ہی اور اوس تجاہل کا قول کہ اے کمبخت تھو ہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا
ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات معظو مد اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک
ادب اور تہذیب ہو اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب و شتم نام رکھے گئے اور لعن وطعن مین
محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہو مجہکو خوف اسکا ہو کہ مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص
نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو
معلوم ہوگا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقائد و اعمال کے
مخالف ہوتی ہو سب متنفر ہوجاوینگے اور ہر چند کہ وبال اوسکا تمام اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو
چاہیے کہ اسکو منع کرین اور کہین کہ بہائی تو گہر مین اپنے خاموش بیٹھا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات
کیون کرتا ہو اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہو ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر
اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہو جب دوسرے علما کو اطلاع ہوگی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے
اور ابہی تک خیر ہو کہ نذیر احمد نے تجہکو درپردہ ہی رکہا ہو آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ
ہوجاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کرکے دہجیان اوڑادین لہذا مصلحت یہی ہے

یہ

احادیث کی تعلیمات کے برعکس" باعمل بریلویوں" پر "بدعتی ومشرک" ہونے کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن و احادیث سے ہٹ کر نہ کوئی نیا "مسئلہ" ہے نہ "عقیدہ"۔

اس کتاب میں عوام کو یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ "فروعی مسائل" میں بھی اختلاف صرف اور صرف "سمجھنے اور سمجھانے" کے انداز پر ہے ورنہ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

"مستحبات وفروعی مسائل" کی "باتوں" کو بعض "جماعتوں" نے معلوم نہیں کہ کیوں پروان چڑھایا ہے اور آپس کے اختلاف میں شدت پیدا کی گئی ہے حالانکہ "اصولی اختلاف" کا حل نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی اور اگر یہ حل نکل آتا تو ایک دوسرے کو "بدمذہب وبددین" بھی کہنا نہ پڑتا۔

اصولی اختلاف

بریلوی و دیوبندی (اہلسنت و جماعت) کی "صلح کلیت" (اتحاد و اتفاق) کے درمیان "اصل اختلاف" کا باعث تین دیوبندی علماء کی کتابوں میں سے "چند سطری" تین کفریہ عبارتیں ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاتا اس لئے عوام کو بھی الا ماشاءاللہ اس کا علم ہوگا۔ وہ تین عبارتیں یہ ہیں:

1۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا، چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(محمد قاسم نانوتوی، تحذیر الناس، ص۔28)

نقل فتویٰ جناب مولنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی عم فیضہ

الجواب

طاعون زدہ جگہ میں بلا ضرورت جانا گناہ ہے۔ اور طاعون زدہ جگہ سے بخوف طاعون بھاگنا حرام ہے۔ البتہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا اسی شہر کے آس پاس جنگلوں اور باغوں میں چلا جانا مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر سب بستی والے بستی چھوڑ کر چلے جائیں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے۔ واللہُ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل فتویٰ جناب شیخ محمد عبد الغفار صاحب حنفی مدرس مدرسہ انوار العلوم نوانگر ضلع بلیا

چہارم یہ کہ بغرض علاج و اصلاح آب و ہوا اس سرزمین سے کہ جہاں وبا پھیلی ہو۔ اور وہاں کی ہوا زہریلی اور فاسد ہوگئی ہو ایسی جگہ چلا جائے جسکی آب و ہوا خوشگوار اور عمدہ ہو عام ازینکہ وہ طاعون میں مبتلا ہو یا محفوظ ہو۔ اس صورت میں بھی اختلاف ہے بعض صحابہ و محدثین اس وجہ سے کہ یہ صورت فرار ہے ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بعض صحابہ و محدثین اس خیال سے کہ فرار محض نہیں جائز کہتے ہیں۔ قال الحافظ فی فتح الباری صفحہ ۱۴۴ جلد ۲۳۔ ومن جملۃ ھذہ الصورۃ اخیرۃ الاخیرۃ ان تکون ارض التی وخم بھا وخمہ والارض التی یرید التوجہ الیھا صحیحۃ فیتوجہ بھذا القصد فھذا جاء النقل فیہ عن السلف مختلفا فمن منع نظر الی صورۃ الفرار فی الجملۃ ومن اجاز نظر الی انہ مستثنی من عموم الخروج فرارا لانہ لم یتمحض الفرار وانما ھو لقصد التداوی۔ مؤلف کہتا ہے اگر بنظر امعان و تحقیق دیکھا جائے تو ایسے

(ب) رسائل و اخبارات اور اشتہارات مثلاً ماہنامہ المرشد (دہلی)، ماہنامہ آستانہ (دہلی)، ماہنامہ اذان (کراچی)، اخبار دعوت (دہلی)، اخبار غریب نواز (دہلی)، وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام مآخذ کو جمع کرکے تدوین کے دوسرے مرحلے میں فتووں کا بالاستیعاب مطالعہ کرکے ابواب کا تعین کیا، تیسرے مرحلے میں فتوے انتخاب کرکے ہر باب کے تحت جمع کئے، چوتھے مرحلے میں ابواب کے ذیل جتنے فتوے جمع کئے تھے ان کی داخلی ترتیب کو درست کیا، اس شیرازہ بندی کے بعد پانچویں مرحلے میں تمام فتاوے صاف کرنے شروع کئے اور بفضلہ تعالیٰ سات ماہ (مئی ۱۹۶۸ء تا نومبر ۱۹۶۸ء) کی سعی مسلسل کے بعد کوئٹہ (مغربی پاکستان) میں مبیضہ تیار کرلیا گیا، پھر چھٹے مرحلے میں مولانا علیم الحق نے کتابت شروع کی اور مسلسل چھ ماہ (جنوری ۱۹۶۹ء تا جولائی ۱۹۶۹ء) کے بعد کوئٹہ ہی میں کتابت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

جس طرح حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا دائرہ مکاتیب وسیع تھا اسی طرح فتاوے کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا، پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک پھیلا ہوا تھا، لیکن مکاتیب شریف تو اہل محبت نے جان سے لگا کر رکھے (چناں چہ مکاتیب مظہری کی پہلی جلد تو پیش بھی کردی گئی ہے)، مگر فتوے اس طرح محفوظ نہ رکھے جا سکے، اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اہل حاجت نے وقتی ضرورت کے تحت فتوے حاصل کئے اور جب ضرورت باقی نہ رہی تو ان کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا گیا، چناں چہ ناظم جمعیت العلماء ہند (ضلع گڑگانو) مولانا عبد الرحیم صاحب، حضرت علیہ الرحمہ کے محاسن بیان کرتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:۔

> حضرت مفتی صاحب جامع الکمالات شخص تھے، ان کا علمی تبحر اور فتویٰ نویسی میں مہارت، مسلم خوبیاں تھیں، بیشتر مسائل میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مفتی مظہر اللہ صاحبؒ کے فتاوے سے اتفاق فرماتے تھے، احقر راقم الحروف نے بہت سے فتاوے حضرت مفتی صاحب مرحوم و مغفور سے حاصل کئے مگر افسوس کہ ان کے محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ ہو سکا۔
>
> (تحریر ۱۹۶۶ء از بڑیٹھ)

اس اقتباس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بیشمار فتاوے دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے، لیکن بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہوں نے فتاوے کا کافی ذخیرہ جمع کیا تھا مگر افسوس تقسیم ہند کے بعد ان حضرات کا شیرازہ بھی بکھر گیا، جو بچ رہے ان کی طرف رجوع کیا گیا۔

نہ معلوم کتنے علمی خزانے اخلاف کی غفلت شعاری و لاپروائی سے نابود ہو گئے، معیار محبت کے انداز بدل گئے، اسلاف اٹھتے جا رہے ہیں اور اخلاف ان کے آثار علمی کا رنامُوں سے اغماض نظر

بریلوی پیر کی گواہی علمائے دیوبند نے انگریز کیخلاف جہاد کیا اور اور کئی مقامات پر فتح بھی حاصل کی اور مولانا
رشید احمد گنگوہی کو انگریز نے گرفتار بھی کیا۔ (ص 351,352) مقابیس المجالس



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

خزینۂ معرفت

المسمّٰی بہ

تذکرۂ عاشقِ ربانی شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ و حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالم باعمل مجمع بحرین شریعت و طریقت غوث زمانی جنید زمانی شیرِ ربانی محی الملۃ والدین حضرت مولانا مولوی قبلہ و کعبہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

عالم ربانی واقف حقیقت ماہر طریقت یادگار حضرت مولانا و مرشدنا قبلہ میاں صاحب شرقپوری نور اللہ مرقدہ المعروف حضرت مولانا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی دام ظلہ العالی سلمہ اللہ تعالیٰ

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانِ عالمگیرؒ اردو بازار لاہور

نے فرمایا، ہم صوفی نہیں ہیں، صوفی وہ ہوتا ہے جس نے اپنی نسبت شمس سے درست کی ہو یعنی آفتاب کیطرح اسکی شفقت عام ہو، آپنے عزیز اور آشنا یکساں کر دیا۔ بندہ کہتا ہے بالکل درست فرمایا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ عام لوگ جس کی داڑھی لمبی دیکھتے ہیں۔ اسکو مولوی یا صوفی کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا، کہ صوفی کسے کہتے ہیں۔ "عارف باللہ حضرت حسین بن منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں جو تعریف صوفی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ عرض کرتا ہوں۔ آپ نے رات دن میں چار صد سے چھ صد تک رکعت پڑھنا اپنے اوپر فرض کر لی تھیں۔

ایک دفعہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ چار ہزار آدمی تھے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے۔ تب برہنہ سر اور ننگے بدن ایک سال دھوپ میں کھڑے رہے۔ جس سے ہڈیوں سے گویا دماغ پگھل پگھل کر پتھروں پر گرتا تھا۔ اور کھال پھٹی جاتی تھی۔ اور آپ وہاں سے حرکت بھی نہ کرتے تھے۔ ہر روز لوگ ایک پانی کا کٹورا اور ایک روٹی کی ٹکیہ آپ کو دیتے۔ آپ اس روٹی کے کنارے کھا لیتے اور باقی روٹی آبخورہ میں رکھ دیتے اور فرماتے معرفت اس کا نام ہے۔ کہ تمام موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے۔

اور صوفی وہ ہے۔ کہ حق کے اشارے سے کام کرے۔ اور خود درمیان سے محو ہو جائے۔ اور فقیر وہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ جب حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمۃ کو طرح طرح کی ایذائیں دینے کے بعد سولی پر لے گئے۔ تب حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے کہا۔ اے منصور تصوف کیا شے ہے آپ نے فرمایا۔ کہ ادنیٰ درجہ تصوف کا یہ ہے۔ کہ جو تو میرا حال دیکھ رہا ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔ بلند ترین درجہ کونسا ہے۔ آپنے فرمایا۔ تجھے وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

دیوبند میں چار نوری وجود

مولانا مولوی انور شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے۔ اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپنے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو کہا۔ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے۔ کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔

اکابر علماء دیوبند کے بارے میں احمد رضا خان کے دوست کی رائے

مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کا شمار پروفیسر مسعود نے مولانا احمد رضا خان کے دوستوں میں کیا ہے حضرت گنج مراد آبادی کی رائے اکابر علمائے دیوبند حجۃ الاسلام اور فقیہ العصر کے بارے میں خود ان کے خلیفہ کی زبانی ملاحظہ فرمالیں (بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی)

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

کمالاتِ رحمانی



سوانح و ملفوظ

حضرت قبلۂ عالم قطبِ دوراں سیدنا مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ

مرتبہ

عالم باعمل محدث بے بدل الحاج مولانا شاہ تجمل حسین بہاری

شائع کردہ

ادارہ الاشاعت رحمانی۔ خانقاہ، مونگیر

[illegible]

کا پورا بار آپ خود برداشت کرتے تھے۔ نیز دوسروں کے جاری کردہ دارالیتامی کی سرپرستی اور امداد میں خاطر خواہ حصہ لیتے تھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے قایم کردہ مدرسہ اور یتیم خانے کی آپ نے بیش قرار اعانت فرمائی ہے۔ سیالکوٹ اور نوشہرہ کے یتیم خانوں کی سرپرستی کا حال بھی معلوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن لاہور کو بھی حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی اور اعانت حاصل رہی۔ غرض دینی، قومی اور فلاحی اداروں کی سرپرستی اور امداد و اعانت میں حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ مدت العمر انہماک کے ساتھ مشغول رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے جن کانفرنسوں اور اجلاسوں کی صدارت فرمائی ان کی تعداد شمار سے بالاتر ہے۔ تحریک پاکستان، جمعیۃ العلمائے ہند، دستی [illegible] خلافت کانفرنس، سارڈا ایکٹ، مسجد شہید گنج، اور فتنۂ ارتداد میں حضور کی قیادت [illegible] کا ذکر آئندہ علیحدہ ابواب میں آئے گا۔ طرابلس فنڈ اور بلقان فنڈ میری ابتدائی زندگی کے واقعات ہیں۔ اس لئے مجھے ان کی تفصیلات سے آگہی نہیں۔ مگر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کئی خطبات میں خود اس کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] کارنامے [illegible] قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں حصہ لیا [illegible] ذاتی طور پر میں تفصیلات سے بے خبر ہوں۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے کارناموں کو دیکھتے ہوئے اتنا بآسانی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے طرابلس فنڈ اور بلقان فنڈ میں بھی حسب عادت جیب خاص سے عطیات مرحمت فرمائے۔ اور آپ کے [illegible] یارانِ طریقت نے بھی وافر رقوم پیش کیں۔

قارئین کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ اس صدی کے آغاز ہی میں نہیں [illegible] عظیم سے پہلے تک ہندوستان میں روپیہ کی کیا قدر و قیمت تھی۔ اس زمانے کا ایک [illegible] زمانے کے پچاس روپے سے زیادہ کارآمد ہوتا تھا۔ ارزانی تھی، پھر موجودہ دور کے الجھاوے اور افراطِ زر کی پیچیدگیاں نہ تھیں۔ ان دنوں کے سو روپے آج کے ہزار کیا دس ہزار کی قیمت رکھتے تھے۔ لاکھوں کی بات اس زمانے میں حسرت تک ہوا کرتی تھی۔

مجلسِ احرارِ اسلام

مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک [illegible] ہے تو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکن میں تشریف [illegible]

نام ہر سہ برادران سے نصیحۃً فرمایا تھا کہ نئو سال کے اندر جو تالیفات ہوئی ہیں ان کا مطالعہ نہ کیا کرو، متقدمین کا طریقہ آپ کو پسند تھا اور ان ہی کی کتابوں کو آپ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مخلصین سے آپ فرماتے تھے کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا مطالعہ کیا کرو۔ آج کل کے واعظوں کی محفل میں نہ جایا کرو۔ آپ سے اگر کسی نے کوئی بات دریافت کی تو مختصر طریقہ پر آپ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ مثلاً میاں ظہور الحسن صاحب کرتپوری نے آپ کو اپنے وظیفۂ شریفہ کی کیفیت لکھی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال کی خبر دی آپ نے بجواب تحریر فرمایا۔

" از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی میاں ظہور الحسن سلام خوانند مکتوب شما رسید بر سلامتی ایماں شکر الٰہی است کہ بزرگ ترین نعمتہا است اگر از مولفات امام غزالی کیمیائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند و بہ صدق و راستی ذکر شریف رب العلمین بر طریقۂ مقررۂ خواجگان نقشبندیہ علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بوقت صبح و قدرے بوقت شام کنند امید وار بہا است و بہترین نعمتہا سلامتی ایماں است۔

گر رشک برد فرشتہ بر پاکی ما | گر طعنہ زند دیو بہ ناپاکی ما
ایماں بسلامت چو لب گور بریم | احسنت بریں چستی و چالاکی ما

مرگ مولوی رشید احمد رحمے است کہ مرہم نہ دارد، عالم صالح دیندار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

خزینۂ معرفت

المسمّٰی بہ

تذکرہ عاشقِ ربانی شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست کی سطوت کے مقابل یہ ہے
یہ کوئی شاہِ محمد کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ وحالات مقدسہ قدوۃ السالکین زبدۃ العاشقین عارف اکمل عالم اجل محسن ملت صاحب الکرامات غوث زمان جنید دوران شیر ربانی ثانی الثالث الشیخ حضرت میاں قبلۂ عالم میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

عالم ربانی واقف حقیقت رہبر طریقت بابا حضرت پیر ومرشد قبلہ میاں صاحب شرقپوری مدظلہ المعروف حضرت مولانا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی دامت فیوضہم اللہ تعالی

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانِ عالمگیر اردو بازار لاہور

نیند کی حالت میں بھی مولانا نانوتوی کا دل ذاکر تھا۔ بریلوی مولوی کا اقرار

حکیم محمود احمد برکاتی صاحب (جنہیں کچھ عرصہ پہلے کراچی میں شہید کر دیا گیا) کا شمار بریلوی اپنے مسلک میں کرتے ہیں وہ اپنے دادا کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نانوتوی کا دل نیند کی حالت میں بھی ذاکر تھا۔ اللہ اکبر ایسے اللہ کے ولی پر اگر کوئی گستاخی یا کفر کا فتویٰ لگائے تو وہ شیطان تو ہو سکتا ہے مسلمان یا انسان نہیں

نوٹ: یہ کتاب برکاتی صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنے مطب میں ہمیں دی تھی

سلسلے میں ایک گروپ سے اختلاف تھا تو علم غیب' (حقیقی) [illegible]
ہے۔ نور وغیرہ کے سلسلے میں دوسرے گروہ کے علما سے آپ سے اختلاف رکھتے تھے مگر امکان نظیر اور امکان کذب کے علاوہ کسی مسئلے میں بھی اظہار خیال نہیں فرمایا۔ دوسرے مسائل میں جب بھی اظہار خیال فرمایا تو بڑے اصرار اور بار بار کے تقاضوں کے بعد۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے بعض نظریات سے بڑا اختلاف کیا تھا لیکن ان کی سیرت کے سلسلے میں بار بار وہ اچھے الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے تھے کہ والد ماجد (مولانا حکیم دائم علی) مولانا محمد قاسم کے خواب ناک تھے اس لئے ایک بار مجھے ان سے ملانے کے لئے دیوبند لے گئے جب ہم پہنچے تو مولانا مسجد کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا قلب ذاکر تھا اور ہم بھی بیدار کر رہا تھا۔

مولانا احمد رضا خان صاحب کا نام صرف ایک بار زبان قلم پر آیا تو وہ بھی ایک خط میں (مولانا حافظ احمد سعید امام مسجد اللہ گنج کے اصرار پر) لکھا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب سے مجھے [illegible] "میرے عقائد عقائد سلف ہیں اس سے اصلاً تجاوز نہیں کرتا آج تک میں نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی تصانیف نہیں دیکھیں البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں تفصیل ان کے عقیدے کی آج تک مجھ کو معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں"

ایک بار ایک صاحب نے [illegible] اصرار کیا تو ان کی تحریر لیا

انکار و گریز

مجھ کو ہمیشہ سے نفرت ہے کہ ایسے مسائل مختلف فیہا میں اپنی جان کھپاؤں اور اپنی مصیبت کا وقت ایسے مسائل غیر ضروریہ میں کیوں [illegible] (مکتوب بنام احمد سعید صاحب) (ملخص)

مولانا حکیم سید برکات احمد
سیرت اور علوم

محمود احمد برکاتی



برکات اکیڈمی کراچی

۲۹۸ اے لیاقت آباد نمبر ۲ کراچی

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

الحمد الله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب ہادی شیخ و شاب راہ صدق و صواب ماحی عقائد باطله کاشف مکائد عاطله مزین بمسائل نافعه مبرہن بدلائل قاطعه لمؤلفه حب الابناء فیض بنیاد محیا اوصاف حمیده و جامع الطاف حمیده و نیاز گنج جناب حمید الله صاحب بن محمد ابراہیم صاحب مرحوم بنگلوری

البوارق اللامعه علی من اراد اطفاء الانوار الساطعه بالدلائل

المقلب

الفاضحه لمن قصد ابطال المرج ومن المیلاد والفاتحه

کہ لمعه ایست از لمعات شمس سمای معقول و منقول و بدر اوج فروع و اصول کہ کمال فضل کا مقبول ضیائی بزم علمای فحول جناب مولوی نذیر احمد خان متوطن رامپور افغانان مدرس مدرسه رسطیه واقع گجرات شہر احمد آباد بمقامت انوار ... الابا رحیم الاشفاق کریم الاخلاق عزیزی محبی مرحمت گرامی جناب محمد بدرالدین صاحب بن محمد عبدالله صاحب نور الله مرقده مجددا

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی بلباس طبع پو مطبوع ... گردید

بریلوی کے گھر کی گواہی

مولانا رشید احمد گنگوہی علم کے سمندر تھے۔ فتاوی مظہریہ

بریلویوں کا ماہر رضویات محمد مسعود احمد اپنے والد مفتی مظہر اللہ کے فتاوی میں مولنا رشید احمد گنگوہی کو متبحر عالم کے لقب سے نوازتا ہے

فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

فتاوی مظہریہ

ادارہ مسعودیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

دریں وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
مردانِ ایں چنیں یک شخص از مردانِ یک ہزار بردیدہ اول سنت تر
است، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ
الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا
وَالسَّلَامُ، سہ شنبہ ۲۷ر جمادی الاخرۃ سنہ ۱۳۲۳ھ ـــــ اور
مولوی عبدالرحمٰن جالندھری نے جو کہ دیوبند میں پڑھتے تھے، اپنی
کچھ کیفیت آپ کو لکھی اور مولوی اشرف علی صاحب کا ذکر کیا۔ آپ
نے بجواب جو تحریر فرمایا ہے وہ تبصیرہ ۲۸ میں آئے گا۔

ایک شخص نے آپ سے "درود تاج" کے متعلق دریافت کیا
آپ نے اس سے ارشاد کیا۔ دیکھو ہم چائے پی رہے ہیں ہم نے پیالی
بھر کر تم کو دی ہم نے تمہارا کام کیا اور اس طرح ہم تمہارے خادم ہو گئے
اگر جبریل خادمہ سے حضرت جبریل کا اسی طرح پر خادم ہونا مراد
لیا ہے تو قباحت نہیں ہے کیونکہ وہ وحی لے کر آپ کے پاس
آتے تھے اور اگر خادم سے مراد نوکر چاکر سمجھتے ہو تو بہت بری بات
ہے اور سخت بے ادبی ہے اس میں اہانت ہے ملائکہ پر ہم ایمان
لائے ہیں ان کی اہانت کفر ہے اور دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ
وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ سے اگر تم نے یہ سمجھا ہے کہ آپ
کی ولادت باسعادت کی وجہ سے قحط اور بیماری اور دوسری تکلیفات
کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا تو یہ بالکل درست اور صحیح ہے اور

بزم خیر از زید

درجوابِ بزمِ جمشید



مُصنِّف

مولانا حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی ۶